REGD No. R 67

اخبار احمدیہ

قادیان ۷ رنومبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۲ رنومبر کی اطلاع مظہر ہے کہ
حضور انور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمد للہ
قادیان ۷ رمحترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں
• ہفتہ وار تعلیمی جلسہ مورخہ ۳ رنومبر کو بعد نماز عشاء زیر صدارت مکرم چوہدری مبارک علی صاحب منعقد ہوا۔ جس میں مکرم قریشی منظور احمد صاحب ستور ایم۔ اے ناظر تعلیم مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب درویش اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب طاہر نے تقاریر کیں۔
قادیان ۷ رنومبر آج بعد نماز ظہر مسجد اقصیٰ میں مقامی احباب جماعت کا ایک اہم تربیتی جلسہ ہوا۔ جس میں قرآن کریم پڑھنے پڑھانے اور بچوں کی تربیت کے مختلف امور پر غور و فکر ہوا۔ اس موقعہ پر محترم مولانا عبد الرحمٰن صاحب فاضل اور محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور دوسرے دوستوں نے احباب سے خطاب کیا نیز گزشتہ کارگزاری پر روشنی ڈالی اور آئندہ کے لئے دیگر امور کی عملی تجاویز زیر غور لائی گئیں۔

بتاریخ ۲۴، ۲۵، ۲۶ رنومبر ۱۹۶۷ء

قادیان میں جماعت احمدیہ کا سالانہ جلسہ اور احباب کا فرض

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے ☆ ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار
(المسیح الموعودؑ)

از محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

اس زمانہ میں جس تیزی سے انقلاب آرہے ہیں اور دنیا تباہی کے اتھاہ گڑھے کی طرف جا رہی ہے یہ امر کسی سے پوشیدہ نہیں۔ ایسے نازک ایام میں اس بات کی بہت ضرورت ہے کہ لوگ خدائی حفظ و امان میں آجائیں۔ خدائی تقدیر نے اس زمانہ میں عافیت کا حصار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قرار دیا ہے اور آپ کے ساتھ وابستگی کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

مسیح پاک کی بستی قادیان خدا تعالیٰ کی طرف سے مقدس قرار پا چکی ہے اور دیارِ حبیب میں جلسہ سالانہ کے یہ ایام غیر معمولی انتشار روحانیت کے حامل اور بے شمار برکات کا حصول کا موجب ہوتے ہیں۔ آپ کی مجبوریاں میرے سامنے ہیں مالی مشکلات پر بھی نظر ہے لیکن اس کے باوجود یہاں آکر آپ خدائی فضلوں اور برکتوں اور حفظ و امان کو جس رنگ میں حاصل کر سکتے ہیں اسے دیکھتے ہوئے آپ میں سے ہر شخص اُن مجبوریوں اور روکوں کو خاطر میں نہیں لائے گا۔

قادیان میں ہمارا سالانہ جلسہ اس سال بتاریخ ۲۴، ۲۵، ۲۶ رنومبر کو منعقد ہو رہا ہے۔ اس لئے میرے بھائیو اور بہنو! قادیان آنے کا پختہ عزم کریں اور دعاؤں میں لگ جائیں خدا تعالیٰ غیب سے آپ کے اس بابرکت سفر کے لئے سامان پیدا کر دے گا۔ یہاں آکر آئندہ سال کے لئے زادِ راہ اکٹھا کریں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کو اپنے حق میں پورا کرنے کا سامان کریں۔ ایسے وقت میں جبکہ بعض اطراف سے جلسہ پر آنے والوں میں کمی آرہی ہو ہمارا یہ فرض ہو جاتا ہے کہ جو آسکتے ہیں وہ ضرور زیادہ سے زیادہ تعداد میں آئیں تاکہ ایسے حالات میں دوہرے اجر کے مستحق قرار پائیں۔

دنیا کے حالات پر نظر ڈالیں۔ خدائی تقدیر پر غور کریں۔ خود اپنے ملک کے حالات کو پیشِ نظر رکھیں اور خود اور اپنے اہل و عیال کو اپنے آسمانی آقا کی حفظ و امان میں لے آئیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے اور سب کے ساتھ ہو۔

آمین یا ارحم الراحمین۔

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۹ نومبر ۱۹۶۷ء

پیغام صلح کی لن ترانیاں

غیر مبائعین عجیب قوم ہے۔ نہ احمدیوں میں شامل اور نہ غیر احمدیوں میں داخل۔ اپنی دو رُخی چال کے سبب بیک وقت دو کشتیوں میں سوار ہونے کی کوشش میں رہتے ہیں ان کی کیفیت شتر مُرغ کی ہے جس کو شتر سمجھ کر کہا گیا کہ آؤ تم پر بوجھ لادیں تو اُس نے کہا کہ نہیں صاحب میں تو مُرغ ہوں جب کہا گیا اچھا پھر اُڑ کر دکھاؤ تو کہنے لگا میں تو شتر ہوں ۔۔۔ ان لوگوں نے بھی احمدیت کے مرکز کو چھوڑا، نظام خلافت سے منہ موڑا اور اپنے عقائد میں متعدد تبدیلیاں کیں محض اس لئے کہ کسی صورت میں غیر احمدیوں کی اکثریت ان پر خوش ہو اور اس طریق سے ان میں اقتدار پا سکیں۔ ان کے سابق امیر جناب مولوی محمد علی صاحب نے اپنے انگریزی ترجمۃ القرآن کو بھی اسی نہج پر مرتب کیا اور پوری کوشش کی کہ جس برگزیدہ انسان کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دے رکھی تھی کہ وہ پھر سے علوم قرآنیہ کو آسمان سے لائے گا اس کا ذکر بس واجبی حد تک ہو مبادا مسلمانوں کی اکثریت ان پر ترجمہ اپنی مقبولیت کھو بیٹھے اور احمدیت کا نمایاں ذکر دیکھ کر عامۃ المسلمین اس کی طرف رغبت چھوڑ دیں۔ چنانچہ ان کی یہ غرض نہ صرف یہ کہ پوری بھی ہو گئی بلکہ مولانا دریا بادی جیسے علماء نے ان کے حق میں فتوے بھی دے دیا کہ فی الواقع یہ ترجمہ بہت خوب ہے اس کے حواشی میں احمدیت زیادہ نہیں سپید احمدیت اچھی خاصی ہے۔ اس کے باوجود اہل پیغام کی طرف سے اپنی جماعت میں اس بات کا پروپیگنڈا جاری ہے کہ اس تفسیر سے گویا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ منشاء پوری ہو رہی ہے جس کا اظہار حضور علیہ السلام نے اپنی کتاب ازالہ اوہام میں ان الفاظ میں فرمایا تھا:۔

"میں چاہتا ہوں کہ ایک تفسیر بھی تیار کر کے اور انگریزی میں ترجمہ کر کے ان کے پاس (یعنی یورپ اور امریکہ والوں کے پاس۔ بدر) بھیجی جائے۔ میں اس بات کو صاف صاف بیان کرنے سے رہ نہیں سکتا کہ یہ میرا کام ہے دوسرے سے ہرگز ایسا نہیں ہوگا جیسا کہ مجھ سے یا اُس سے جو میری شاخ اور مجھ میں ہی داخل ہے۔"

کجا راجہ بھوج اور کجا گنگو تیلی! کہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی منشاء مبارک اور کہاں مولوی محمد علی صاحب کا انگریزی ترجمۃ القرآن۔ جسے مولوی صاحب نے خاص انداز میں مرتب کیا اور مولانا عبد الماجد صاحب نے اپنے ایک تبصرہ میں صاف صاف لکھ دیا کہ

"اس ترجمہ کے تفسیری حواشی میں احمدیت زیادہ نہیں البتہ سپید احمدیت اچھی خاصی ہے۔"

بدر کے صفحات میں پیغام صلح کی ایسی لن ترانیوں کا نوٹس قبل ازیں لیا جا چکا ہے۔ اور سابقہ ہی ہم نے مولانا صاحب موصوف کی مذکورہ عبارت پیغام صلح ہی کے حوالہ سے تسلی بخش طور پر پیش کر چکے ہیں۔ اس حوالہ اور سند کے بعد اگرچہ معقول بحث تو ختم ہو جاتی ہے لیکن اس کے ساتھ ہی چونکہ اہل پیغام کی پیٹھ بالکل ننگی ہو جاتی ہے اور وہ احمدیوں کو منہ دکھانے کے قابل نہیں رہتے۔ اس لئے پیغام صلح کو ادھر اُدھر ہاتھ پاؤں مارنے پڑے۔ اور پچھلی قسطوں میں اسی طرح کی باتیں بنا کر لمبے چوڑے لاطائل حوالے نقل کر کے کچھ نہ کچھ جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ مگر ثابت شدہ حقیقت کو کیسے کیونکر بدلا جا سکتا ہے اس لئے کوئی معقول بات بن نہیں سکی۔ البتہ روایتی لن ترانیاں جاری ہیں جس کا نمونہ زیر نظر جواب کے آغاز ہی میں اسی طرح مل جاتا ہے۔ لکھتے ہیں:۔

"حضرت" مولانا محمد علی صاحب کا وجود قادیانی حضرات کے لئے ایک ایسا ہوا بنا ہوا ہے جس کا خیال آتے ہی ان کے ردنگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور طرح طرح کی بے سروپا باتیں ان کے منہوں سے نکلنے لگتی ہیں۔ اس کی کئی مثالیں ہمارے سامنے ہیں ایک تازہ مثال اخبار بدر قادیان (۳۱ اگست ۱۹۶۷ء) کے ایک مضمون میں ملتی ہے جس میں "حضرت ممدوح" کے انگریزی ترجمۃ القرآن کے متعلق ایسی باتیں لکھی گئی ہیں جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں۔

سب سے پہلے ایڈیٹر بدر نے مولانا عبد الماجد دریا بادی کے کسی مضمون کا ایک فقرہ نقل کر کے اپنے دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں جس میں یہ لکھا ہے کہ اس ترجمہ کے تفسیری حواشی میں احمدیت زیادہ نہیں البتہ سپید احمدیت اچھی خاصی ہے"۔ حالانکہ اپنی مولانا عبد الماجد نے اسی ترجمہ اور تفسیر کے متعلق جو تبصرہ انگریزی زبان میں کیا تھا اس میں اُنہوں نے لکھا ہے ۔۔۔۔۔۔ الیٰ آخرہٖ"

اس کے بعد طول طویل حوالہ درج کیا گیا ہے۔ آگے چل کر لکھا ہے:۔

جس شخص کے نزدیک اس ترجمہ کی خوبیوں اور اس کی بلندی و عظمت وغیرہ کا انکار کرنا گویا سورج کی روشنی سے انکار کرنا ہے۔ اس کے ایک مبہم فقرہ کی بنا پر لوگوں کو اس ترجمہ کی خوبیوں سے متنفر کرنے کی کوشش کرنا کہاں تک جائز ہے"۔

(پیغام صلح لاہور ۹/۶ ۲۰)

دیکھا آپ نے پیش کردہ مولانا صاحب کے حوالہ جو ایک وزنی تبصرہ تھا پیغام صلح کس طرح اس سے پہلو بچا کر صاف نکل گیا۔ اوپر کی عبارت میں خط کشیدہ فقرات خاص طور پر قابل غور ہیں۔ پہلے نمبر پر مولانا دریا بادی صاحب کے کسی مضمون کا ایک فقرہ" کہہ کر اس سے انجان ہونے کا تاثر دیا اور دوسرے نمبر پر اس کو ایک مبہم فقرہ قرار دے کر قصہ تمام کر دیا۔ حالانکہ اسی سال ۲۷ اپریل کے پرچہ پیغام صلح میں اسی تبصرہ کو بڑے فخریہ انداز میں شائع کیا تھا۔ جب تعاقب کیا گیا تو اس سے انجان ہونے لگے اور ابہام کے پردہ میں حق کو چھپانے کی کوشش ہونے لگی!!

حق یہ ہے کہ جن مولانا صاحب کو پیغام صلح نے اپنے بے صفائی کے گواہ کے طور پر پیش کیا وہی مولانا زیر بحث معاملہ میں ان کے خلاف ڈگری دے چکے ہیں اگر بقول پیغام صلح مولانا دریا بادی صاحب کا تبصرہ انگریزی ترجمۃ القرآن کی مقبولیت کی دلیل ہے تو معاصر کو مولانا صاحب کی دوسری بات قبول کر لینی چاہیئے اس لئے کہ جس بالغ نظر سے مولانا صاحب نے اس ترجمہ کو مطالعہ فرمایا ان کا فیصلہ تو اُنہیں تسلیم کرنا چاہیئے۔

اس جگہ پیغام صلح سوال کے انداز میں لکھتا ہے:۔

"کیا یہ اس ترجمہ کی احمدیت کا کرشمہ نہیں کہ دہریت و الحاد کی تاریکیوں میں بھٹکنے والی روحوں کو اس نے اسلام کے نور سے منور کر دیا کیا سپید احمدیت میں ایسا کوئی کارنامہ نظر آتا ہے؟"

یہ سوال ہم سے دریافت کرنے کی بجائے بہتر ہے کہ پیغام صلح اپنے صفائی کے گواہ سے دریافت کرے جن کی بالغ نظر نے مولوی صاحب کے ترجمہ میں احمدیت کے مقابلہ میں سپید احمدیت کا عنصر اچھی خاصی مقدار میں پایا۔ اس صورت میں بغض و تعصب کے اظہار کا الزام ہم پر دینا حقیقت میں معاصر کی ہمارے حق میں بہت بڑی زیادتی ہے۔ ہماری خطا اس بارہ میں اس کے سوا کچھ نہیں کہ مولانا دریا بادی کا جو تبصرہ کہ پیغام صلح ۲۷/۴ میں آپ ہی نے شائع کیا اور ہم نے اس کی عبارت نقل کر دی اور اسی آئینہ میں آپ کی شکل دکھا دی۔ اب اگر اہل پیغام آئینہ میں گھر کی شکل دیکھ کر چیں بجبیں ہوتے ہیں تو ہوا کریں۔ بات صاف ہے یا تو اس شکل کو بد لئے یا شکل بنانے والے اور پیش کرنے والے سے اُلجھیئے! ہماری نسبت بغض و تعصب کے اظہار کا فتویٰ بے محل ہے۔

معاصر نے یہ بھی شیخی بگھاری ہے کہ مولوی محمد علی صاحب کا وجود گویا ہمارے لئے "ہوّا" ہے۔ "قادیانی حضرات" کے لئے مولوی صاحب ہوّا کیوں ہوئے؟ قادیانی تو مولوی صاحب کی حقیقت کو خوب پہچانتے ہیں۔ ہاں قادیانی آپ لوگوں کیلئے ضرور ہوّا ہیں جو آپ کی چالاکی چلنے نہیں دیتے۔ اور وہ الوجہین کو دونوں طرف سے گھیر لیتے ہیں ۔۔۔ یہ قادیان کا ہوّا ہی تھا جس کی وجہ سے آپ لوگوں نے خدا کے رسول کی تخت گاہ کو چھوڑا۔ نظام خلافت میں اپنے تئیں منسلک کر لینے کے باوجود برگشتہ ہو گئے۔ اپنے عقائد و نظریات کو بدلا اور مسلسل بدلتے جا رہے ہیں پسپائی کی اگر یہی رفتار رہی تو کچھ ہی مدت بعد اہل پیغام اور

خطبہ جمعہ

اللہ تعالیٰ کے فضل سے فضل عمر فاؤنڈیشن کے وعدہ جات ۳۶ لاکھ پچاس ہزار روپیہ تک پہنچ چکے ہیں الحمدللہ

احباب ان ایام میں خاص طور پر یہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور جماعت کو بھی ہر شر اور بلا سے محفوظ رکھے آمین

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۱۳ر اکتوبر ۱۹۶۷ء بمقام مسجد مبارک ربوہ

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :-
گذشتہ جمعہ سے قبل بدھ یا جمعرات کو مجھے فلو کا حملہ ہوا تھا جس کی وجہ سے سر درد اور طبیعت میں گھبراہٹ پیدا ہوتی اور گذشتہ جمعہ کو یہاں حاضر تو ہوا ثواب کی خاطر لیکن جمعہ پڑھا نہیں سکا تھا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیماری بہت حد تک دور ہو چکی ہے لیکن ابھی تک میرے گلے پر کچھ اثر رہ گیا ہے۔ دوست دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کامل صحت عطا کرے اور بہترین خدمت دین کی توفیق عطا کرتا چلا جائے۔
اس کے علاوہ بعض دوستوں نے

منذر خوابیں

دیکھی ہیں۔ ہماری پھوپھی جان حضرت نواب امۃ الحفیظ صاحبہ نے کراچی میں کوئی خواب دیکھی وہاں سے انہوں نے مجھے ایک خط لکھا جو بعض وجوہات کی بنا پر یہاں دیر سے ملا۔ صبح ہی میں نے وہ خطبہ پڑھا۔ میں وہ خط دوستوں کو سُنا دیتا ہوں تا دعا کی تحریک پیدا ہو۔ حضرت پھوپھی جان صاحبہ لکھتی ہیں کہ
"مجھے صبح سے سخت پریشانی ہے
آپ دو بکرے ربوہ جاتے ہی
اپنا صدقہ کر دیں اور کچھ کھانا
بھی غرباء کو کھلا دیں۔ نیز اپنی
جان کی خاص حفاظت بھی
کریں اور بزرگانِ سلسلہ کو
دعا کی تحریک کر دیں۔ اللہ تعالیٰ
آپ کا حافظ و ناصر ہو ہمیشہ۔
اور ہمیں کوئی تکلیف نہ دکھائے"
(یہ خط پچھلے ماہ کی ۲۹ تاریخ کا لکھا ہوا ہے)
لَا تَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَكِيْلًا
اللہ تعالیٰ ہی ہمارا کارساز ہے وہ کارساز ہمارا محافظ اور ہمیں اپنی امان میں رکھنے والا ہے۔ تدبیر تو کی ہی جاتی ہے۔ صدقہ میں نے دے دیا ہے اور آئندہ بھی دیتا رہوں گا۔

جماعت خاص طور پر دعائیں کرے

کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور جماعت کو بھی ہر شر اور ہر بلا سے محفوظ رکھے۔
حضرت محترمہ پھوپھی جان کا ایک نواسہ بھی جو عزیزم مرزا نسیم احمد صاحب کا چھوٹا بچہ ہے چند دن سے بیمار ہے کوئی انفیکشن ایسا پیدا ہوا ہے کہ ابھی تک آرام نہیں آ رہا کسی دوائی کا اثر نہیں ہو رہا اس عزیز بچہ کو دو چار روز سے ۱۰۵ تک بخار ہو جاتا ہے۔ تمام دوائیوں کے باوجود دوست اس عزیز کے لئے بھی دعا کریں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کا ایک چھوٹا سا عزیز ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بھی شفا دے۔ صحت دے اور خادم دین بنائے۔
اب میں دوستوں کو

فضل عمر فاؤنڈیشن کے متعلق

بھی کہنا چاہتا ہوں۔ فضل عمر فاؤنڈیشن کا اعلان ۱۹۶۵ء کے جلسہ سالانہ میں ہوا تھا اس جلسہ کی ایک تقریر میں میں نے یہ کہا تھا کہ
"اس لئے میں دوستوں سے یہ
اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنی پہلی تمام
مالی قربانیوں پر قائم رہتے
ہوئے اور ان میں کسی قسم کی کمی
کئے بغیر بشاشت قلبی کے ساتھ
محض رضائے الٰہی کی خاطر اس
فنڈ میں بھی دل کھول کر حصہ لیں
اور دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ
اس فنڈ کو بابرکت کرے۔"
اس وقت میں نے یہ اعلان کیا تھا کہ
ہمارا اندازہ یہ ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ ۲۵ لاکھ سے کہیں زیادہ رقم جمع ہو جائے گی
شروع میں ابتدائی انتظامات پر کافی وقت خرچ ہوا۔ اس کے نتیجہ میں میں نے بعد میں کسی موقعہ پر (غالباً گزشتہ مجلس مشاورت کے موقعہ پر) یہ اعلان کیا تھا کہ فضل عمر فاؤنڈیشن کا سال جون کے آخر میں ختم ہوگا اور یکم جولائی سے نیا سال شروع ہوگا۔ پس اس سال کی یکم جولائی سے فضل عمر فاؤنڈیشن کا دوسرا سال شروع ہو چکا ہے۔ جون کے آخر تک عملاً اور انتظاماً پہلا سال ہی جاری رہا تھا۔ اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی فضل ہے کہ اس نے جو خواہشیں ہمارے دل میں پیدا کی تھیں کہ اس فنڈ کی رقم ۲۵ لاکھ روپے سے کہیں زیادہ ہو جائے گی۔ اس خواہش کو اس نے محض اپنی رحمت سے پورا کر دیا۔
اس وقت تک فضل عمر فاؤنڈیشن کے اندرون پاکستان کے وعدے ۲۷ لاکھ ستر ہزار روپیہ تک پہنچ چکے ہیں۔ اس کے علاوہ بیرون پاکستان کے وعدے ۸ لاکھ ۸۰ ہزار روپے کے ہیں۔ اس طرح

کل وعدہ جات ۳۶ لاکھ ۵۰ ہزار روپے تک پہنچ چکے ہیں

یعنی ۲۵ لاکھ سے گیارہ لاکھ ۵۰ ہزار روپے زائد۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذٰلِكَ۔
بعض دوستوں کے مشورہ سے اور دعا اور فکر کرنے کے بعد میں نے یہ اعلان کیا تھا کہ ان وعدوں کی وصولی تین سال پر پھیلی ہوئی ہوگی۔ دوست ہر سال ایک تہائی اپنے وعدوں کا ادا کریں۔ اس لحاظ سے جون کے آخر تک بارہ لاکھ اور بیس ہزار کچھ سو کی رقم وصول ہونی چاہیے تھی لیکن اس کے مقابلہ میں خزانہ میں وصولی ہوئی ہے وہ تیرہ لاکھ اٹھاسٹھ ہزار کی ہے یعنی ایک تہائی سے زیادہ یہ محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے
میں نے بعض تقاریر میں یہ بھی کہا تھا کہ بعض دوست جو دنیا کی نگاہ میں غریب ہیں۔ لیکن ان کے دلوں میں بڑا جذبہ ہے وہ غربت کے باوجود کچھ رقمیں فضل عمر فاؤنڈیشن میں لکھوائیں گے اور

تین سال کا انتظار نہیں کریں گے

بلکہ کسی نے دس روپے کی رقم لکھوائی کسی نے پچاس اور کسی نے سو۔ اور وہ یہ کہے گا کہ میں رقم فوری طور پر ادا کر دوں تا کہ میرے دماغ سے یہ بوجھ اتر جائے کہ میں اللہ تعالیٰ کا مقروض ہوں اور مجھے اپنے وعدہ کو پورا کرنا چاہیے۔ اس لئے پہلے سال میں جیسا کہ میرا اندازہ تھا۔ ایک تہائی سے

ایک لاکھ چھیالیس ہزار روپے زائد جمع ہو گئے ہیں

ان میں بہت سی ایسی رقوم بھی شامل ہیں کہ بعض مخلص جذبہ رکھنے والے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی محبت میں شرح صدر کے ساتھ وعدہ لکھوانے پر اپنی غربت کے باوجود مجبور ہوئے اور پھر ادائیگی بھی انہوں نے جلدی کر دی۔ اس کے علاوہ کچھ اور دوست بھی ہو سکتے ہیں کہ باوجود نسبتاً زیادہ مالدار ہونے کے ان کے دل میں یہ شوق پیدا ہوا کہ وہ ایک تہائی سے زیادہ رقم ادا کر دیں۔
جہاں تک وعدوں کا تعلق ہے ہمارا کام قریباً ختم ہو گیا ہے۔ قریباً میں اس لئے کہتا ہوں کہ تھوڑے سے بہت لوگ تو اندرون ملک میں بھی نئے وعدے لکھوا گئے ہیں مثلاً جو احمدی دوست پچھلے سال برسر روزگار نہیں ہوئے تھے وہ اگر اس سال برسر روزگار ہو گئے ہیں تو ان کے دل میں خواہش پیدا ہوگی کہ ہمیں بھی اس فنڈ میں حصہ لینا چاہیے۔ تو کسی قسم کی روک نہیں

وعدوں کی شکل میں

کبھی ادائیگی کی صورت میں بھی آتی رہی گی. لیکن جہاں تک بحیثیت مجموعی جماعت کا تعلق ہے۔ اندرون پاکستان نے وعدوں کی جو کوشش ہے وہ اب ختم ہوگئی ہے۔ اور اب وصولی کی طرف ہمیں زیادہ توجہ دینی پڑے گی۔

بیرون پاکستان میں بھی ہماری مخلص جماعتیں ہیں اور باوجود اس کے کہ وہ پھیلی ہوئی ہیں۔ اور بعض جگہ چندوں کی وصولی کا طریق بھی ہم سے مختلف ہے. مثلاً افریقہ کے بعض ممالک میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مختلف قبائل کے احمدی مختلف گروہوں میں بیٹھتے ہیں اور

مالی قربانی میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش

کرتے ہیں. مثلاً اگر ایک قبیلہ نے ۵۰۰ پونڈ کی رقم کا وعدہ لکھوایا یا ادائیگی کی اور دوسرے نے ۶۰۰ پونڈ کا وعدہ لکھوایا یا ادائیگی تو پہلے قبیلہ کا سردار کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ ہم پیچھے نہیں رہنا چاہتے. ہماری طرف سے یہ سات سو پونڈ کی رقم وصول کر لیں۔ یہ ان کا طریق ہے اسی طرح وہ اپنے

اپنے چندوں کی رقوم

کو شائد شرح سے بھی زیادہ ادا کر دیتے ہیں لیکن اس وقت تک ایک حد تک (سارے تو نہیں بعض باشرح چندہ دینے والے بھی ہیں) ان پڑھ قبائل ہوتے نئے اسلام لاتے یا اسلام کی تعلیم کو انہوں نے حاصل کیا وہ اس طرح بھی

ایک قربانی کی روح کا مظاہرہ

کرتے ہیں اور ایک دوسرے کو غیرت دلاتے ہوئے آگے سے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ ان لوگوں کو وعدہ لکھوانے کی اتنی عادت نہیں جتنی نقد ادائیگیوں کی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ باوجود اس کے کہ بیرون پاکستان میں وعدے اتنے نہیں ہوئے جتنا میرا اندازہ تھا لیکن حد اگر بنا ہے (نہیں اناری چاہیئے) اور ہم اللہ تعالےٰ سے امید بھی رکھتے ہیں تو تین سال گزرنے پر بیرون پاکستان کی آمد پندرہ لاکھ سے زائد ہو جائے گی.

اس وقت تک بیرون پاکستان کے جو وعدے ہیں وہ آٹھ لاکھ ۸۰ ہزار کے ہیں (جیسا کہ میں نے بتایا ہے) اور جو ان کی وصولی ہے وہ دو لاکھ باسٹھ ہزار کی ہے یعنی ایک تہائی سے کچھ کم ان کی وصولی ہے اور

اس کی ایک وجہ یہ ہے

کہ بعض ممالک (مثلاً افریقہ کے بعض ممالک) میں کچھ سیاسی پریشانیاں پائی جاتی ہیں ممکن ہے اس کا اثر ہو یا ہمارے مبلغوں نے اس کی طرف پوری توجہ نہ دی ہو۔ واللّٰہُ اَعْلَمُ۔ لیکن میں امید رکھتا ہوں کہ ذمہ دار کارکن اس طرف توجہ دیں گے اور عملاً دو سال جو باقی رہ گئے ہیں۔ تین سال میں سے ان دو سالوں میں وہ اتنی وصولی کر دیں گے کہ بیرون پاکستان کی وصولی پندرہ لاکھ روپیہ سے کم نہ رہے بلکہ اس سے زیادہ ہو جائے۔ اس طرح یہ چالیس لاکھ کے قریب یا چالیس لاکھ سے اوپر یہ فنڈ بن جائے گا۔

جیسا کہ میں نے بتایا ہے وعدوں کے لئے جدوجہد اور کوشش کا زمانہ ختم ہو گیا۔

وصولی کی طرف ہمیں متوجہ ہونا چاہیئے

اور کوشش یہ کرنی چاہیئے کہ دوسرے سال میں ایک تہائی نہیں بلکہ جو بقیہ رقم ہے اس کا ⅗ جس کو پنجابی زبان میں پنج دو وجی کہتے ہیں وہ رقم وصول ہو جائے اور تیسرے سال صرف ⅖ کی وصولی کی کوشش کی ضرورت باقی رہے۔

ہمارا تعلق حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے عارضی تعلق نہیں کہ زمانہ اس کو بھلا دے یا آپ کی یاد کو دھندلا کر دے۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالےٰ عنہ کو اللہ تعالےٰ کی توفیق سے جماعت پر بحیثیت جماعت اور افراد لاکھوں افراد جماعت پر بحیثیت افراد اپنے زمانہ خلافت میں احسان کی بڑی توفیق ملتی رہی ہے۔ ان احسانوں کو جماعت کے دلوں سے زمانہ فراموش نہیں کر سکتا۔ تو جس محبت کے تقاضا سے مجبور ہو کر ہم نے اس فنڈ کو کھولا تھا۔ اس کے لئے وعدے لکھوائے تھے اور یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم کم از کم ایک تہائی ہر سال فوراً ادا کرتے چلے جائیں گے۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ اس وعدہ میں کوئی کمزوری واقع نہیں ہوگی۔ اس لئے فضل عمر فاؤنڈیشن کے جو کارکن ہیں انہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں کیونکہ محبت کے سرچشمہ سے فضل عمر فاؤنڈیشن کی نہر نکلی ہے اور وہ محبت جس وجہ سے پیدا ہوئی وہ عارضی وجہ نہیں تھی بلکہ اس احسان کی وجہ سے جس کی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے اپنے اللہ سے توفیق پائی ایک احمدی کے دل کو آپؓ کی یاد سے ایک مستقل تعلق پیدا ہو چکا ہے۔ پس وہ گھبرائیں تو نہ لیکن کوشش ضرور جاری رکھیں کیونکہ

اللہ تعالےٰ نے ہمیں یہی سکھایا ہے

ذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرَىٰ تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِينَ۔ اس آیت میں اللہ تعالےٰ یہ فرماتا ہے کہ اگر مومنوں کو یاددہانی کرائی جانے کی ضرورت محسوس ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ وہ مومن نہیں ہیں بلکہ جو مومن ہوتا ہے اسی کو ذکر فائدہ پہنچاتا ہے جو مومن نہیں ہوتا اس کو ذکر اور یاددہانی فائدہ نہیں دیتی۔ غرض ایک طرف اللہ تعالےٰ نے ہمیں یہ حکم دیا ہے کہ ذَكِّرْ یاددہانی کراتے جایا کرو۔ دوسری طرف ساتھ ہی یہ اعلان کر دیا کہ ہمارا ذَكِّرْ کہنا مومنوں کے ایمان کی کمزوری کا اعلان نہیں بلکہ ان کے ایمان کی پختگی کا اعلان ہے کیونکہ مومن ہی یاددہانی سے فائدہ اُٹھاتے ہیں جو ایمان کے کمزور اور منافق ہیں ان کو جتنی مرضی ہو آپ یاددہانیاں کراتے چلے جائیں ان کو کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔

غرض فضل عمر فاؤنڈیشن کے نظام کو، اس کے کارکنوں کو ذَكِّرْ کے حکم کے ماتحت وصولی کی طرف پوری توجہ دینی چاہیئے اور ہے۔

جماعت سے یہ توقع اور امید رکھتا ہوں

کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو پہچانتے ہیں اور وہ دنیا کو یہ کہنے کا موقع نہیں دیں گے کہ دعوے محبت کا تھا مگر عمل اس کے مطابق نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے ہمیں یہ توفیق دی ہے کہ اوّل تو ہمارے زبانی دعوے ہوتے ہی نہیں لیکن اگر ہمیں کوئی دعویٰ کرنا بھی پڑے تو عمل کے مقابلہ میں بڑے چھوٹے دعوے ہوتے ہیں کیونکہ ہم اپنے مقام انکسار اور تواضع کو پہچانتے ہیں اور یہ یقین ہر احمدی کے دل میں ہے۔ کہ جو کچھ توفیق اُسے ملتی ہے وہ اس کے رب کی طرف سے ملتی ہے اور وہ جب کوئی قربانی دیتا ہے تو دوہرے شکر کے جذبات اس کے دل میں ہوتے ہیں۔ ایک اس لئے کہ اس نے مالی یا جانی یا مرتضی یا جذباتی قربانی یا عزت کی قربانی خدا کی راہ میں دی اور دوسرے اس لئے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کے اُوپر بڑا ہی احسان کیا ہے کہ قربانی دینے کی اُسے توفیق عطا کی ہیں جس طرح میرے دل میں کوئی گھبراہٹ نہیں ہے کہ دوسرے سال کی معینہ رقوم وصول ہوں گی یا نہیں بلکہ مجھے یقین ہے کہ جو معینہ رقم ہے دوسرے سال کی اس سے زیادہ انشاء اللہ ہمیں وصول ہوگا۔ فضل عمر فاؤنڈیشن کے کارکنوں کو بھی کوئی گھبراہٹ تو نہ ہونی چاہیئے لیکن فضل عمر فاؤنڈیشن کے نظام کو یہ ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ وہ اب وعدوں کے حاصل کرنے کی بجائے رقوم کی وصولی کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ کیونکہ

ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے

کہ اس فنڈ کی رقم یعنی جو سرمایہ ہے اس کو خرچ نہیں کیا جائے گا بلکہ جن مقاصد کے پیش نظر فضل عمر فاؤنڈیشن کا قیام کیا گیا ہے۔ اس کو پورا کرنے کے لئے جس روپیہ کی ہمیں ضرورت پڑے گی وہ اس فنڈ کی آمد سے حاصل کیا جائے گا پس جتنا جلد ہمارے پاس سرمایہ جمع ہوگا اتنا ہی زیادہ ہم اس سے نفع حاصل کر سکتے ہیں۔

پچھلے چند مہینوں میں تھوڑی سی رقوم کمپنیوں کے حصے لینے پر خرچ کی گئی تھیں اس سے چودہ پندرہ ہزار روپیہ کا نفع خدا تعالےٰ کے فضل سے ہو گیا ہے اور امید ہے کہ اگلے دو چار مہینے میں اور نفع ہوگا۔

فنڈ کے سرمایہ کو آگے کام پر لگانے کے لئے بڑی احتیاط کی ضرورت ہے اور جو محتاط خرچ ہوں ان کا نفع زیادہ نہیں ہوتا۔ یہ خطرہ مول نہیں لیا جا سکتا کہ پندرہ بیس فی صدی نفع کی امید پر سرمایہ کو خطرہ میں ڈال دیا جائے اس لئے نہایت محتاط طریق سے سرمایہ لگایا جاتا ہے لیکن اس طرح جو نفع ہوتا ہے وہ تین چار فیصدی سے زیادہ نہیں ہوتا۔ پس اس طرح کچھ آمد ہو گئی ہے۔ لیکن کام تو بہت سے کرنے والے ہیں اور ان کاموں پر خرچ کرنا ہے نفع سے اور نفع ہونا ہے سرمایہ سے۔ اور سرمایہ کا کچھ حصہ آپ نے پہلے سال میں دیا ہے۔ آئندہ سال ختم ہونے سے کہیں پہلے اگر سرمایہ زیادہ آ جائے تو انشاء اللہ اور اس کے فضل سے زیادہ آمد ہوگی۔ اور جن کاموں کے لئے اس فاؤنڈیشن کو جاری کیا گیا ہے ان پر جلد سے جلد توجہ کی جا سکے گی اور اسکے اچھے نتائج نکلنے شروع ہو جائیں گے

آخر میں دوستوں کو پھر

دعاؤں کی تحریک کرتا ہوں

میں تو اللہ تعالےٰ سے ہمیشہ یہ دعا کرتا ہوں

کہ وہ ساری جماعت کو دشمن اور حاسد کے ہر شر سے محفوظ رکھے اور اپنے فرشتوں کی پناہ میں رکھے۔ کیونکہ انسان بڑا ہی کمزور ہے۔ پتہ بھی کا پتہ نہیں ہوتا جب تک اللہ تعالےٰ کی حفاظت نہ ہو۔ جب تک وہ اپنی امان میں کسی کو نہ لے لے اس وقت تک دشمن کا ہر وار کامیاب ہو سکتا ہے لیکن اگر اور جب اللہ تعالےٰ کسی کو اپنی پناہ میں لے لیتا ہے تو معجزانہ طور پر اُس کی اور وجود کی یا اس جماعت کی حفاظت کی جاتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ نے بشارتیں دی ہیں کہ

اس جماعت کو غلبۂ اسلام کے لئے قائم کیا گیا ہے

جس کے یہ معنے بھی ہیں کہ جب تک یہ جماعت اپنے مقصد کو حاصل نہ کر لے اور تمام دنیا میں اسلام کو غالب نہ کر لے۔ اور تمام ادیانِ باطلہ کو اسلام کے دلائل سے شکست نہ دے لے اس وقت تک یہ جماعت اللہ تعالےٰ کی حفاظت اور پناہ میں ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت یا دنیا کی ساری طاقتیں مل کر بھی جماعت احمدیہ کو مٹا نہیں سکتیں۔ اسلام تو غالب ہو کر رہے گا اور ہم دعا کرتے ہیں اور ہماری انتہائی خواہش ہے کہ جب اسلام دنیا میں غالب آ جائے پھر بھی یہ جماعت اللہ تعالےٰ کی پناہ میں رہے اور قیامت تک شیطان کے حملوں سے یہ محفوظ رہے یہاں تک کہ وہ زمانہ آ جائے جس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ انسان پھر اپنے رب کو بھول جائے گا اور یہ زمین اور اس پر بسنے والے مٹا دیئے جائیں گے اور قیامت آ جائے گی

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ قیامت تک ممتد ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت نے ہی دنیا میں اسلام کو غالب کرنا ہے۔ اب اسلام کا کوئی ایسا سلسلہ دنیا میں پیدا نہیں ہو گا جو یہ کہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا زمانہ ختم ہو گیا ہے اور اس کا زمانہ اب شروع ہوا ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات اور آپؑ کی تحریرات اس مسئلہ کے متعلق بڑی واضح ہیں۔ پس جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت نے ہی اسلام کی وہ انتہائی خدمت کرنی ہے اور اسلام کے لئے ان انتہائی قربانیوں کو دینا ہے اور اسلام کی خاطر اس انتہائی جاں نثاری کا نمونہ پیش کرنا ہے جس کے نتیجہ میں اسلام نے اللہ تعالےٰ کے فضل سے دنیا میں غالب آنا ہے تو یہ جماعت بحیثیت جماعت یقیناً اللہ تعالےٰ کی حفاظت اور اس کی امان میں ہے لیکن ہم میں سے ہر ایک کو اپنے لئے بھی اور جماعت کے لئے بھی

یہ دعا کرتے رہنا چاہیئے

کہ اللہ تعالےٰ ہمیں ہماری کسی کمزوری یا غفلت یا خود پسندی کی وجہ سے یا کسی حصہ جماعت کو ان کی کسی کمزوری یا غفلت کی وجہ سے اپنی حفاظت اور امان سے باہر نہ نکال دے۔ پس مومن کا کام ہے کہ وہ ہر وقت اپنے رب سے ڈرتا بھی رہے اور اس کی رحمت پر پوری امید بھی رکھے اور اس کی ذات پر کامل توکل بھی رکھے۔

پس میں بھی دعا کرتا ہوں آپ بھی دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالےٰ ہم سب کو اپنی حفاظت اور اپنی امان میں رکھے اور جو شر اور ابتلاء مقدر ہو تو جیسا کہ اس نے وعدہ کیا ہے کہ انذار کی باتیں صدقہ و خیرات اور دعا سے ٹل جاتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں اس حد تک صدقہ و خیرات اور اس حد تک دعا کی توفیق عطا کرے کہ اس کے نتیجہ میں وہ شر اور بلا ٹل جائے اور ہمیشہ ٹلتا رہے اور ہم اس کی امان میں اس کی رحمت کے سایہ تلے اسلام کا جھنڈا ہاتھ میں لئے آگے سے آگے بڑھتے چلے جائیں اور وہ دن نزدیک تر آ جائے جب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر دنیا کی تمام قومیں درود بھیجنے لگیں ✽

ولادت

اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے مورخہ ... کو لڑکا عطا فرمایا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ نے ازراہِ شفقت عزیز کا نام مقبول احمد تجویز فرمایا ہے۔

احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ نومولود کو نیک صالح بنائے اور عمر دراز کرے۔ آمین

خاکسار منظور احمد گھنوکے
قادیان

بچوں کی تربیت کا اہم مسئلہ

اور

ہمیشہ صحبتِ صالحین اختیار کرنے اور خلافت سے وابستگی کی تلقین

حضرت سیّدہ مہر آپا صاحبہ کا ایک اہم خطاب

راولپنڈی میں لجنہ اماء اللہ کے اجتماع میں حضرت سیدہ مہر آپا صاحبہ نے جو خطاب فرمایا اس کا ایک حصہ افادۂ احباب کی خاطر اخبار الفضل ربوہ سے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔ (ایڈیٹر بدر)

بچوں کی تربیت کا مسئلہ

موجودہ دور میں بچوں کی تعلیم و تربیت کا مسئلہ انتہائی نازک اور اہم ہے خصوصیت سے ہماری جماعت کے لیے۔

ہم نے بچے کی دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا بھی لازمی التزام کر لیا ہے کیونکہ ہمارے نزدیک دینی تعلیم کے بغیر دنیاوی تعلیم تو خواہ مکمل و اکمل نہیں مانی جاتی اور نہ ہی اس کے بغیر کوئی ٹھوس اور پائیدار نتیجہ ہی برآمد ہو سکتا ہے۔

موجودہ زمانہ میں والدین کی اکثریت بچوں کی دینی اور علمی معلومات کی وسعت کے لئے چنداں توجہ نہیں دے رہی۔ اور ان کا عام خیال یہ ہے کہ جب بچے بڑے ہو جائیں گے تو خود ہی ان کو شعور ہو جائے گا یاد رہے یہ خیال ایک وہم کے سوا کچھ نہیں ایسے والدین کا یہ نظریہ نقصان دہ ہے۔

پس بچپن کی عمر اس بات کی متقاضی ہے کہ بچے کو دین سے روشناس کروایا جائے تاکہ وہ آگے چل کر مستقبل میں اپنی زندگی کو اسلامی اصولوں کے مطابق بنا سکے چنانچہ اسی ضمن میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:۔

"دینی علوم کی تحصیل کے لئے طفولیت کا زمانہ بہت ہی مناسب اور موزوں ہے۔ طفولیت کا حافظہ تیز ہوتا ہے انسانی عمر کے کسی دوسرے حصہ میں ایسا حافظہ کبھی نہیں ہوتا۔ مجھے خوب یاد ہے کہ طفولیت کی بعض باتیں تو اب تک یاد ہیں لیکن پندرہ برس پہلے کی اکثر باتیں یاد نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ پہلی عمر میں علم کے نقوش ایسے طور پر اپنی جگہ کر لیتے ہیں اور قویٰ کے نشوونما کی عمر ہونے کے باعث ایسے منقش ہو جاتے ہیں کہ پھر ضائع نہیں ہو سکتے"

سو بچپن کی عمر ہی ایسی عمر ہوتی ہے جس میں دینی تعلیم کی جہاں اشد ضرورت ہے وہاں دینی ماحول کی بھی شدید ضرورت ہوتی ہے۔

اس عمر میں بچے کا دماغ نہایت [illegible] اور پاک و صاف ہوتا ہے۔ اس میں ہر نقش قبول کرنے کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہوتی ہیں اس لئے ہم پر فرض ہے کہ ہم اپنے بچوں کو تعلیم دلواتے وقت اس قسم کے ضرر رساں رجحان سے بچیں اور بچوں کو ایسے سکولوں [illegible] اور وہاں کی ایسی درس و تدریس سے الگ رکھیں جو دینی ماحول اور دینی تعلیم سے بہرہ ور نہیں کرتے۔

آجکل عام طور پر لوگ بچوں کو مشنری سکولوں میں تعلیم دلوا رہے ہیں۔ ان کی اکثریت [illegible] صاحب حیثیت [illegible] اپنی دعا کے سمجھنے کی غرض [illegible] رہے ہیں۔

میرے نزدیک یہ لوگ [illegible] اپنے بچوں کو صحیح تعلیم [illegible] کی اہمیت نہیں رکھتے۔ یا پھر ان کی وہ تعلیم جو مقرر پر بچوں کو دیتے ہیں وہ ناقص اور نامکمل ہوتی ہے۔ اس لئے انہیں ایسے سکولوں اور کالجز کا سہارا لینا پڑتا ہے۔

[illegible] درست ہے کہ وقتی تسکین والدین کی ضرور ہوتی ہے مگر وہ اس نتیجہ کو کیوں اپنے سامنے نہیں رکھتے جب مشنری سکولوں میں تعلیم پا کر ان کے رنگ میں رنگے جائیں گے۔ چنانچہ اس کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا فرمان ہے:۔

"اگر مسلمان پورے طور پر اپنے بچوں کی تعلیم کی طرف

توجہ نہ کریں گے تو میری بات سن رکھیں کہ ایک وقت ان کے ہاتھ سے بچے بھی نکل جاتے رہیں گے۔ العیاذ باللہ۔

کیا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ فرمان ہمارے لئے کافی نہیں؟ اور کیا ہماری راہنمائی کے لئے حضور علیہ السلام کا یہ فرمان قبل از وقت" امر سے محتاط ہونے کا حکم نہیں رکھتا؟

بچوں کی تعلیم کے متعلق تو یہ میری مختصر سی گذارش تھی۔ اب میں بصد احترام بچوں کی تربیت کے متعلق بھی مختصراً کچھ کہنا چاہتی ہوں۔

بچوں کی تربیت میں ماں اور باپ "دونوں" کا یوں تو برابر کا حصہ ہے لیکن یہ کہنے میں تامل نہیں ہے کہ بچوں کی تربیت کی زیادہ ذمہ داری ماں پر ہی ہے۔ کیونکہ بچے کا ماں کے قرب میں زیادہ وقت گذرتا ہے۔ باپ کو دن کا زیادہ حصہ باہر گزارنا پڑتا ہے اس لئے دراصل ماں کا ہی وہ وجود ہے جس پر تربیت کی تمام تر ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ اور اسی طرح بچوں کے حال، مستقبل کے بنانے اور بگاڑنے کی ذمہ داری ماں پر ہی ہے۔ اگر مائیں اسلامی اصول تربیت سے متعلق بعض چھوٹی مگر اہم باتیں اور اسلامی احکام کو سامنے رکھیں اور ان کی روشنی میں بچوں کی تربیت کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ پھر بچوں کی طرف سے دکھ پہنچے۔

مثلاً، اسلامی اخلاق کا تقاضا یہ ہے کہ ہم بچے پر بے جا سختی نہ کریں اور اُسے کچھ سمجھانا ہو تو نرمی اور اخلاق کی حد کے اندر رہ کر مہذبانہ طریق سے سمجھائیں اور تلخیوں گی میں باوقار طریق سے پیار سے بات کہیں۔ اور مناسب ہوتا ہے کہ اس کے چھوٹے چھوٹے کاموں کو سراہیں اور تعریف کریں۔

ایک خاص عمر میں جبکہ بچے کو کچھ شعور ہو جاتا ہے اُسے بتایا جاتا ہے کہ تم والدین کے کمرہ میں بے وقت نہ آؤ اور اگر ضرورت ایسی ہی پڑ جائے تو اجازت لے کر آؤ۔ آرام و استراحت کے دوران دروازہ نہ کھٹکھٹاؤ۔ یہ حکم صرف والدین سے متعلق نہیں بلکہ ہر عزیز۔ ہر ... ہر رشتہ دار۔ دوست۔ بھائی ... مہمان وغیرہ سب کے لئے ہے۔ ... کا خط نہ پڑھو۔ نہ یہ جستجو کرو کہ ... میں کیا لکھا ہے؟ اور ... کے سوئیا نے پڑھنے کا اس سے مطالبہ کرو۔ خواہ وہ خط کسی اپنے عزیز سے عزیز اور بے تکلف کا ہی کیوں نہ ہو؟ کیونکہ اعلیٰ اخلاق اس کی اجازت نہیں دیتے۔

پھر اعلیٰ اخلاق وتہذیب کا یہ تقاضا ہے کہ اگر تم کسی کے ہاں مہمان جاؤ خواہ اس سے عزیز داری کیوں نہ ہو تو تم اس کے گھر کی تحقیق وتجسس نہ کرو۔

لیکن جہاں ہم خود ہی ان چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال نہیں رکھتیں وہاں بچوں سے کیا امید ہو سکتی ہے؟

یہ باتیں معمولی اور ادنیٰ ہیں لیکن حقیقت میں یہ چھوٹی چھوٹی باتیں بہت نازک اور اہم ہیں۔ اور ان کا خیال نہ رکھا جائے تو یہ بہت تکلیف دہ بن جاتی ہیں۔

بچوں پر جہاں بے جا سختی منع ہے وہاں ان باتوں کی تربیت کے لئے بھی تاکیدی حکم ہے۔

جو مائیں بچوں کی تربیت کی طرف توجہ نہیں دیتیں یا غلط تربیت کرتی ہیں انہیں یقیناً اس کا خمیازہ بھگتنا پڑتا ہے کیونکہ ایسے بچے صرف دوسروں کے لئے ہی تکلیف اور دکھ کا موجب نہیں ہوتے بلکہ ماؤں کو بھی ایک وقت میں ان کی طرف سے کسی نہ کسی کڑی آزمائش سے دوچار ہونا پڑتا ہے اور وہ ان کے ہاتھوں مایوسی کا منہ دیکھتی ہیں اور پھر خود بچوں کے اپنے مستقبل کا سوال بھی ہے۔

بچوں کا اکرام

اسلام نے جہاں والدین کے حقوق اولاد پر تسلیم کئے ہیں وہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اَكْرِمُوْا اَوْلَادَكُمْ کا ارشاد فرما کر والدین کو بھی تاکیدی حکم دیا ہے کہ وہ بھی اپنی اولاد کا اکرام کریں ان کی عزت کریں اور ان کے ساتھ ایسا رویہ رکھیں جس سے ان کے اندر وقار اور عزتِ نفسی کا جذبہ پیدا ہو۔ ان کے وقار اور عزت کو ٹھیس نہ لگے۔ اور پھر ان کی تعلیم و تربیت کی طرف بھی خاص توجہ دیں تاکہ وہ بڑے ہو کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کو بہترین صورت میں ادا کر سکیں اور قومی ترقی کا موجب بن سکیں۔

قومی ترقی

یاد رہے کہ کوئی قوم ترقی نہیں کر سکتی جب تک کہ اس کے افراد اپنی اولاد کو خواہ وہ بیٹی ہو یا بیٹا اپنے سے بہتر حالت میں چھوڑ کر نہ جائیں۔

اگر ہم میں سے ہر ایک اس بات کا اہتمام کرے کہ اپنی اولاد کو علم وفضل دونوں میں اپنے سے بہتر حالت میں چھوڑے گا تو یقیناً قوم کا ہر قدم ترقی کی طرف ہی اٹھے گا۔

والدین بچوں کے خورد و نوش اور پہننے اوڑھنے کا خیال تو رکھتے ہیں۔ اور تعلیم کا خیال بھی رکھ لیتے ہیں کیونکہ تعلیم تو ان کے لئے اقتصادی ترقی کا ذریعہ ہوتی ہے۔ لیکن تربیت کی طرف سے ایسی غفلت برتی جاتی ہے کہ الامان والحفیظ حالانکہ تربیت کا سوال تعلیم سے زیادہ اہم ہے اور تربیت کا مقام تعلیم سے بہت ارفع ہے۔

ایک معمولی تعلیم کا انسان جو اسلامی اخلاق کا مجسمہ ہو وہ اس اعلیٰ تعلیم یافتہ سے بدرجہا بہتر ہے جو اعلیٰ اخلاق سے عاری ہو جاتا ہے

قرآن کریم میں لَا تَقْتُلُوْا اَوْلَادَكُمْ فرما کر اس میں اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ اگر تم اپنے بچوں کی عمدہ تربیت اور اچھی تعلیم کا خیال نہیں رکھو گے تو تم انہیں قتل کرنے والے ہو گے۔

پس ہم لوگوں کو اپنے بچوں کو اعلیٰ تربیت کی طرف خاص توجہ دینی چاہیئے اور پھر خاص طور پر لڑکیوں کی اس رنگ میں تربیت کی جائے اور انہیں ان اعلیٰ اخلاق کا حامل بنایا جائے کہ وہ بچیاں نہ تو اپنے ماحول اور عزیزوں۔ نہ رگوں۔ دوستوں کے لئے ہی دکھ کا موجب بنیں۔ نہ آئندہ مستقبل میں ان کے والدین ہی کو ان کی وجہ سے پریشانی اٹھانی پڑے۔

پھر جیسا کہ اُوپر گذر چکا ہے آنحضرت کا یہ ارشاد کہ تم اپنی اولاد کی عزت کرو۔ مگر بعض والدین یا نادان مائیں محض اپنی فوقیت جتانے کے لئے بچے پر ناجائز دباؤ ڈالنے میں بڑی بڑائی سمجھتی ہیں یا بچے سے گفتگو کا طریق بڑا ارف اور عامیانہ ہوتا ہے۔ در پردہ ان میں یہ خیال غالب ہوتا ہے کہ ہم بزرگ ہیں اور یہ چھوٹا ہے اور اس پر انہیں یہ حق ازلی ابدی ہے کہ اسے جو چاہیں وقت بے وقت اُلٹی سیدھی کہہ لیں خواہ اس کا جواز ہو یا نہ ہو۔

دیکھیئے! بہت چھوٹی عمر میں بچہ خاموشی سے سب کچھ برداشت کر لیتا ہے لیکن جب شعور کو پہنچتا ہے تو اسے اس کی عزتِ نفس بچوکتی ہے اور وہ گستاخ ہو جاتا ہے۔ یہ گستاخی کا ارتکاب کروانے والی ماں ہی ہوتی ہے جو بچے کو ایسا کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ اور ان کے اندر باغیانہ روح پیدا کر دیتی ہے۔ نہ صرف یہی بلکہ یہاں تک دیکھا گیا ہے کہ بعض والدین اور خاص طور پر نا سمجھ مائیں تو اس حد تک بڑھتی ہیں کہ بچے جب سن بلوغت کو پہنچ جاتے ہیں اور وہ خود مختار بھی ہو جاتے ہیں تو بھی ان پر پابندیاں عائد کرتی ہیں کہ کوئی بھی حرکات وسکنات ان کی مرضی کے خلاف نہ ہو۔

یاد رہے! ایسے بچے جن کے ساتھ ایسا رویہ روا رکھا جاتا ہے۔ یہ ایک وقت میں باغیانہ روح کا مظاہرہ کرنے پر تُل جاتے ہیں۔ ان کے دل میں محبت و خلوص ختم ہو جاتا ہے۔ ایسے بچے ایک دن ایسے گھر کو ہی خیرباد کہہ دینے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جیسا کہ ہم آئے دن اخبارات میں دیکھتے ہیں یہ نتیجہ بے جا قیود و بندش بے جا سختی اور غلط تربیت کا ہی ہوتا ہے

اَكْرِمُوْا اَوْلَادَكُمْ میں بار یک نکتہ یہی ہے کہ اولاد کے اکرام کے بغیر بچوں کے اندر اعلیٰ اخلاق پیدا نہیں کئے جا سکتے

بعض نادان والدین اور خصوصیت سے جاہل مائیں بچوں کی محبت کے باوجود ان کے ساتھ ایسا سخت وظالمانہ سلوک کرتی اور گالی گلوچ سے اس حد تک کام لیتی ہیں کہ ان کی عمر کے تقاضوں کو بھی مدنظر نہیں رکھتیں۔ اور اس طرح ان کے اندر وقار و خودداری اور عزتِ نفس کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے۔

اس ضمن میں ہمارے آقا سردارِ دوجہان نبی اکرم محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اَكْرِمُوْا اَوْلَادَكُمْ کس قدر خوبصورت ہے کہ تمہیں اپنی اولاد سے عزت سے پیش آنا چاہیئے تا ان کے اندر عمدہ اخلاق اور باوقار انداز پیدا ہو سکیں اور ان کی تمام تر اعلیٰ صلاحیتیں اُجاگر ہو کر بروئے کار آ سکیں۔

یہ وہ نکتہ ہے جو دنیا کے کسی اور مذہب نے نہیں سمجھا اور نہ ہی انہیں پیش کیا۔ یہ اسلام ہی کی امتیازی شان ہے جس نے اس نظریہ کو اس خوبصورت طریق پر پیش کیا۔

کس قدر بدقسمتی ہو گی ہماری اگر ہم اس تعلیم پر عمل نہ کریں۔ درآنحالیکہ ایسے لوگوں کی زندہ مثالیں ہمارے سامنے ہیں کہ جنہوں نے اس تعلیم پر عمل نہیں کیا۔ ان کے ساتھ ان کی اولادوں نے آخرکار ان کے اس جاہلانہ سلوک کی وجہ سے کنارہ کشی اختیار کیا جس کے نتیجہ میں دونو جانب پریشانی ہونے کے علاوہ وہ اولادیں ان کے لئے دکھ کا موجب بنیں۔

اگر خدا نخواستہ ہم ایسے گئے گزرے ہیں کہ ہمیں اسلامی احکام کا احترام نہیں تو کم از کم ہم میں سے وہ جنہیں اپنے "ماڈرن" ہونے کا پر عنوان دعوٰے ہے وہ بتلا دیں کہ کیا جدید تہذیب و تمدن اور جدید فیشن اس قسم کی تکلیف دہ باتوں اور سلوک کی اجازت دیتا ہے؟ ہرگز نہیں اور قطعًا نہیں۔

پس میری گزارش ہے اپنی بزرگوں سے بھی اور اپنی بچیوں سے بھی کہ وہ ان باتوں کی طرف خصوصیت سے توجہ دیں۔ وہ اسلامی اعلیٰ اخلاق کا نمونہ بنیں۔ دوسروں کے لئے بھی۔ دوستوں کے لئے بھی اور ایسے خوبصورت اسلامی اخلاق کا مظاہر کریں کہ اغیار بھی ببانگ دہل پکار اٹھیں کہ مقیقت ... یہ بچیاں کس عظیم اور امتیازی جماعت سے تعلق رکھتی ہیں ... کے اخلاق کا معیار یہ ہے کہ ان سے نہ صرف اپنا ماحول۔ اپنے عزیز و رشتہ دار ہی خوش و مطمئن ہیں بلکہ تمام دنیا کے لئے یہ لوگ باعث راحت و ہدایت ہیں۔

بعض بچیاں اپنی بے وقوفی اور نا سمجھی سے اپنے سے چھوٹے بہن بھائی عزیز اور دوست سے نرمی و سلوک سے پیش نہیں آتیں یا کما حقہٗ ان کو جس قدر نرمی و محبت کے سلوک کی ضرورت ہوتی ہے وہ انہیں نہیں دیتیں یا پھر تصویر کا دوسرا رخ یہ ہوتا ہے کہ اگر وہ اپنے چھوٹوں سے شفقت و محبت تو روا رکھ لیتی ہیں لیکن اپنے بزرگوں کے مقام کو نہیں سمجھتیں اور ان سے جائز ناجائز تکرار اور تلخ گفتگو سے اپنی بڑائی تصور کرتی ہیں۔

یاد رہے یہ دونوں باتیں تکبر کی علامتیں ہیں اس میں ان کی عزت نہیں نہ ہی ان کی کوئی بڑائی ہے۔ بلکہ یہ خطرناک عیب ہیں جو ان کی اپنی پستی پر واضح دلیل ہیں۔

بہرحال مجھے یقین کبھی نہ گی کہ ایسا مظاہرہ بھی ناقص تربیت کے نتیجہ ہی میں وجود میں آسکتا ہے۔ لیکن ہماری وہ بچیاں جو اپنی تعلیم مکمل کر چکی ہیں جو سن بلوغت کو پہنچ چکی ہیں انہیں اس کا شعور ہونا چاہیئے کہ وہ خود ذاتی طور پر ایسی باتوں کے مظاہرے سے محتاط رہیں کیونکہ اب ان پر براہ راست ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

خدا جانے مجھے کیوں لڑکیوں سے زیادہ محبت ہوتی ہے؟ ان کے لئے میرے دل میں شدید درد کیوں رہتا ہے؟ مجھے زید بکر کی بیٹی زید بکر کی بیٹی نہیں لگتی بلکہ اسے اپنی ہی جگر گوشہ سمجھتی ہوں۔ میری نزدیک قوم کی ہر بیٹی اپنی ہوتی ہے۔ اور چاہتی ہوں کہ یہ تمام بیٹیاں اس قدر مجسمۂ اعلیٰ اخلاق ہوں کہ وہ ہر ایک کے دل سے دعائیں لینے والی ہوں تا ان سب کی دعائیں مل کر ان کے مستقبل کو نہایت روشن اور خوشکن کر دیں۔

اس لئے ہر لڑکی کو اپنے ماحول سے اپنے عزیزوں سے۔ اپنی دوستوں سے۔ اپنے پڑوسیوں سے۔ اپنے بزرگوں سے بغیر کسی استثناء کے اس طرح پیش آنا چاہئے کہ ان تمام کی محبت و خلوص کو وہ دل کی گہرائیوں سے جیت لے۔ پھر یہ تمام محبتیں از خلوص و ہمدردیاں اس بچی کے لئے دعاؤں کا روپ دھاریں گی جو مستقبل میں جا کر ان کے لئے دعبکون بنیں گی۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کے مطابق ہماری اس قسم کی کمزوریاں تکبر کی شق میں آتی ہیں۔

تکبر کے کئی سرچشمے

حضورؑ فرماتے ہیں:۔

"تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جبکہ دوسرے کو گھور کر دیکھتا ہے تو اس کے یہی معنی ہوتے ہیں کہ دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا۔ کبھی زبان سے نکلتا ہے کبھی اس کا اظہار سر سے ہوتا ہے اور کبھی ہاتھ اور پاؤں سے ظاہر ہوتا ہے غرض کہ تکبر کے کئی چشمے ہیں مومن کو چاہیئے کہ ان تمام سرچشموں سے بچتا رہے اور اس کا کوئی عضو ایسا نہ ہو جس سے تکبر کی بو آوے اور وہ تکبر ظاہر کرنے والا ہو۔"

کیا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ فرمان ہماری راہنمائی کے لئے کافی نہیں؟

مالی قربانیوں کے بارے میں

اب میں چند لفظوں میں ان مالی قربانیوں کے وعدوں کے تعلق میں مختصراً کچھ کہنا چاہتی ہوں۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے عہد مبارک میں جن قربانیوں کی توفیق خدا تعالیٰ نے ہمیں دی تھی آج خلافت ثالثہ کے دورِ مبارک میں ان قربانیوں سے کہیں بڑھ کر ضرورت ہے۔

موجودہ زمانہ اور موجودہ زمانہ کے حالات اس بات کے شدت سے متقضی ہیں کہ ہم اپنے آپ کو قربانیوں کیلئے تیار کر لیں تا کہ ان بشارات کی مستحق بنیں جو اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ سے کی ہیں جیسے کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سفرِ یورپ کی روانگی سے قبل مستورات کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:۔

"اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو اسقدر بشارتیں عطا کی ہیں کہ جب ہم انکو پڑھتے ہیں اور پھر اپنی کوشش اور جدوجہد کو دیکھتے ہیں تو ہمارا سر شرم سے جھک جاتا ہے کہ ہم جیسے بے مایہ انسانوں کو اتنی بشارتیں کیسے مل گئیں؟ اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے قربانی لینا چاہتا ہے۔ اسلام کا غلبہ ہم سے ایک موت نہیں ہزاروں موتوں کا مطالبہ کر رہا ہے ہمیں چاہیئے کہ اپنی جان، وقت، اولاد۔ جذبات اور دنیوی تعلقات کو اس کے حضور پیش کریں اور کوئی کام ایسا نہ کریں جو اس کی ناراضگی کا موجب ہو۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی سے ہم زبانی دعوؤں سے نہیں بچ سکتے اگر ان پیاری بشارتوں کا مستحق بننا ہے تو جس طرح ہماری زبان دعویٰ کرتی ہے ہمارے عمل بھی اس کی محبت سے معمور ہونے چاہئیں۔ اگر دنیا کی ساری عزتیں۔ اموال اور رشتہ داریاں ہم قربان کرنے کے لئے تیار ہوں تو یقینًا اللہ تعالیٰ کے وعدے پورے ہونگے۔"

ہمیں کوئی شک نہیں کہ ہم نے محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضورؓ کے سفر یورپ سے کامیاب مراجعت پر لجنہ اماء اللہ کی مخصوص تقریب میں اپنی ایک حقیر سی پیشکش پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مبارکباد کا تحفہ پایا لیکن اس موقع پر حضورؓ نے اسلام کی عظیم ترقیات کے سلسلہ میں خواتین جماعت سے اپنی جس خواہش کا اظہار فرمایا وہ بھی ہمیشہ ہمارے مدنظر رہنی چاہیئے آپ نے فرمایا:۔

"میں اللہ تعالیٰ کا شکر اور بے شمار حمد کرتا ہوں کہ اس نے ہماری ناچیز قربانی اور حقیر کوششوں کو شرف قبولیت بخشا ہے۔ لہٰذا میں آپ سب احمدی مستورات کو مبارکباد دیتا ہوں۔ اس دعا کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ آئندہ بھی آپ کو بیش از بیش قربانیوں کی توفیق دیتا چلا جائے اور جب کبھی اسلام کی خاطر قربانی پیش کرنے کی ضرورت ہو تو آپ کسی نوع کی قربانی سے بھی دریغ نہ کریں!"

بیشک ہماری خواتین کی یہ قربانیاں قابل صد ستائش و شکر اور باعث مسرت و سعادت ہیں لیکن درحقیقت یہ قربانیاں ہمیں مزید آگے بڑھنے کی دعوت دیتی ہیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپکے ذریعہ قائم شدہ ہماری قبا زی جماعت کا عظیم مقصد یعنی اشاعت دین متین (علیہ السلام) اسکی تکمیل ہی ہمیں عظیم ترین ان گنت مزید قربانیوں کا پیغام دے رہا ہے خدا کرے ہماری قربانیاں معددے چند نہ رہیں بلکہ ان کا سلسلہ تا ابد کے لئے اپنے فیوض و برکات کیساتھ ایسا وسیع ہو کہ آخر وہ حقیقی اور عظیم مقصد حاصل ہو جائے جس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے سرور دو جہاں نبی اکرم محمد مصطفیٰ صلعم اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے اور خدا کرے ہماری خواتین کے اندر وہ قربانی جذبہ کما حقہٗ کارفرما ہو جائے جسکے تحت وہ اپنے ایام اولین میں تمیں کے ایثار اور اعظم کیساتھ مل کر خدمت دین اس میدان میں کو دنیا پر مقدم رکھنا ہے آگے ہی آگے بڑھنے اور جنہیں جیت کو بہترین طور پر ادا کرنا لی جا اس شان سے کہ ہم قرون اولیٰ کی صحابیات کا نقشہ لکیکر خود ہمارا زمانہ اپنی آنکھوں سے دیکھ لے۔

سو اگر یہ سعادت نصیب ہو جائے تو پھر ہم یہ باور سمجھیں گے کہ آغوش احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں ان کا ہونے اور اس میں سانس لینے کا مقصد پورا ہوگیا۔

صحبت صالحین

حرف آخر کے طور پر ایک گزارش اور کردوں اور وہ یہ کہ روحانیت اور ایمان کی زرخیزی کیلئے صحبت صالحین بھی ضروری ہے اسلئے چاہئے کہ ہماری خواتین خود بھی اور اپنے بچوں کو بھی بار بار مرکز میں لائیں تاکہ وہ خود اور ان کی اولادیں و دیگر اقربا خلیفہ وقت کے ارشادات عالیہ اور اقوال زریں سے کما حقہٗ مستفید ہوتے رہیں۔

خلافت سے وابستگی

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری کمزوریوں کو دور فرما کے ہمیں اپنی رضا کی راہوں پر ہمیشہ گامزن رہنے کی توفیق دیتے رکھے۔ خدمت دین کی عظیم الشان توفیق عطا کرے۔ اور پھر اس خدمت کو شرف قبولیت بھی بخشے ہم اور ہماری اولادیں، ہمارے عزیز و اقربا ہمیشہ خلافت احمدیہ سے وابستہ رہیں۔ خلافت ایسی عظیم الشان نعمت کی قدر و قیمت اور اس کی اہمیت کو پہچانیں اور اپنے کرم سے خدا تعالیٰ ہمیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے ہر حکم پر حقیقی معنوں میں لبیک کہنے والیاں بنائے اور ہم اپنی ذمہ داریوں کو پوری طرح سمجھنے والی اور پھر ان ذمہ داریوں کے مطابق کما حقہٗ عمل پیرا ہونے والی ہوں۔ اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن۔

خدا کرے یہ مبارک دور دورِ خلافت ثالثہ اسلام کی کامیابیوں۔ اسلام کی کامرانیوں کا دور ہو۔ اس دور میں اسلام اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ پھیلے اور چار دانگ عالم میں پھیلتا چلا جائے۔ یہاں تک کہ "نامردین" کی قیادت میں تمام اکناف عالم پر صرف اور صرف اسلام ہی کا بول بالا ہو۔ اور اسلام ہی کی حکومت ہو جائے۔

اَللّٰھُمَّ اٰمِیْن۔

"مہر آپا"

وادیٔ کشمیر میں جماعت احمدیہ کے وفد کا تبلیغی و تربیتی کامیاب دورہ

۳۲۔ افراد کی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت

از مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم دہلی

جماعت احمدیہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کی علمبردار ہے۔ اور اسلام کی اشاعت کا بگل بج چکا ہے۔ اکناف عالم میں اسلام و احمدیت کے لئے مناسب ماحول تیار ہو رہا ہے۔ اور فرشتے آسمان سے نیک دل انسانوں کو اس پاک جماعت کے لئے تحریک کر رہے ہیں۔

جماعت احمدیہ کے امام ہمام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس اہم کام کے لئے رات دن کوشاں ہیں۔ پچھلے دنوں مغربی اقوام کو اسلام سے روشناس کرانے کے لئے حضور نے ایک لمبا سفر اختیار فرمایا۔ اور اس سفر پر جانے سے پیشتر حضور نے وادیٔ کشمیر میں اسلام و احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے محترم حضرت مرزا [illegible] احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کو مخصوص ہدایات ارسال فرمائیں۔ اور ان ہدایات کی روشنی میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ناظر دعوۃ و تبلیغ نے مندرجہ ذیل چار اراکین پر مشتمل ایک وفد بھیجنے کا فیصلہ فرمایا:—

۱۔ خاکسار بشیر احمد۔ مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ امیر وفد

۲۔ محترم مولوی سمیع اللہ صاحب مبلغ سلسلہ احمدیہ بمبئی نائب امیر وفد

۳۔ مکرم مولوی عبد الحق صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ بہار

۴۔ مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب مدرس مدرسہ احمدیہ۔

بعد ازاں ضرورت پڑنے پر محترم مولوی [illegible] احمد صاحب، خادم درویش کو بھی اس وفد میں شامل کر دیا گیا۔ اور اس طرح پانچ مبلغین کو قریباً دو ماہ تک وادیٔ کشمیر میں تبلیغی و تربیتی کام کرنے کا اللہ تعالیٰ نے موقع عطا فرمایا۔

مورخہ ۱۳ر جولائی کو مسجد اقصیٰ قادیان میں ایک دعائیہ تقریب ہوئی جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ نے اراکین وفد سے خطاب فرمایا۔ اور زرّیں ہدایات سے نوازا۔ نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے سفر یورپ کے حالات سنائے۔ حضرت مولانا عبد الرحمان صاحب فاضل امیر جماعت احمدیہ قادیان نے اجتماعی دعا کرائی۔ اس موقعہ پر درویشان قادیان کی کافی تعداد بھی موجود تھی۔ بعد دعا وفد بذریعہ بس قریباً ۲ بجے جموں کو روانہ ہوا۔ محترم برادرم فضل الٰہی خاں صاحب بٹالہ تک وفد کے ہمراہ تشریف لے گئے۔ اور ٹکٹوں کی ریزرویشن کے سلسلہ میں کافی مدد فرمائی۔ فجزاہم اللہ۔ شام کو وفد جموں پہنچا۔ ایک دن جموں قیام کرنے کے بعد مورخہ ۲ر اگست کی شام کو وفد سرینگر پہنچا۔ اگرچہ ہماری بس بہت لیٹ سرینگر پہنچی۔ تاہم امیر جماعت ہائے احمدیہ کشمیر مکرم بابو تاج الدین صاحب بسوں کے اڈہ پر موجود تھے۔ وفد نے رات انہی کے ہاں قیام کیا۔ اور اگلے دن یہ وفد کنی پورہ روانہ ہو گیا۔ کیونکہ وہاں جلسے کا انتظام ہو چکا تھا۔ چنانچہ کنی پورہ اس کے بعد شورت اور پھر آسنور کے جلسہ ہائے تبلیغی میں وفد نے شرکت کی۔ ان جلسوں کی تفصیلی رپورٹ اخبار بدر میں آ چکی ہیں۔

آسنور میں جلسے سے فراغت کے بعد اراکین وفد کے مندرجہ ذیل حلقے تقسیم کئے گئے۔

کنی پورہ کو تبلیغی وفد کا سنٹر منتخب کیا گیا جہاں خاکسار کا قیام رہا اور میرے ساتھ محترم شیخ حمید اللہ صاحب مبلغ سرینگر بطور معاون کے مقرر ہوئے۔

محترم مولوی سمیع اللہ صاحب کا ہیڈ کوارٹر آسنور منتخب ہوا۔ اور محترم مولوی عبد الواحد صاحب فاضل مبلغ و صدر جماعت احمدیہ آسنور ان کے معاون مقرر ہوئے۔

مکرم مولوی عبد الحق صاحب فاضل کا ہیڈ کوارٹر یاڑی پورہ منتخب ہوا۔ اور مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب مبلغ جماعت احمدیہ شورت کنی پورہ ان کے معاون مقرر ہوئے۔

مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب فاضل کا ہیڈ کوارٹر رشی نگر، رشو پیان منتخب ہوا۔ اور مکرم مولوی سید غلام احمد شاہ صاحب ان کے معاون مقرر ہوئے۔

قریباً ایک ماہ بعد تبلیغی حالات کے پیش نظر محترم مولوی صاحب کا ہیڈ کوارٹر شوپیان بدل دیا گیا۔ محترم مولوی بشیر احمد صاحب خادم کی آمد پر ان کا ہیڈ کوارٹر موضع شورت منتخب ہوا۔ محترم صدر صاحب جماعت احمدیہ شورت، مکرم ماسٹر عبد الرحیم صاحب شمس اور مکرم شیخ حمید اللہ صاحب ان کے ساتھ تعاون کرتے رہے۔

وفد کا کام دو حصوں میں منقسم تھا اوّل۔ تربیت کا کام۔ دوم۔ تبلیغ کا کام۔

وادیٔ کشمیر میں خدا کے فضل اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی کوشش کے نتیجہ میں بڑی بڑی جماعتیں قائم ہیں۔ اور بعض پورے کے پورے گاؤں احمدی آبادی پر مشتمل ہیں۔ جیسے کنی پورہ۔ آسنور رشی نگر۔ چک ایمرچ وغیرہ۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ہزاروں کی تعداد میں مخلص احمدی وادیٔ کشمیر میں پائے جاتے ہیں۔

اراکین وفد نے تربیتی و تبلیغی کام ایک ساتھ شروع کئے۔ چنانچہ تربیت کے معاملہ میں حسب ذیل امور کی طرف توجہ کی گئی۔

۱۔ ہر جماعت کی مردم شماری کی گئی۔ تا یقینی طور پر معلوم ہو سکے کہ جماعت میں کل کتنے افراد ہیں۔

۲۔ خدام الاحمدیہ و انصار اللہ کی تنظیموں کو پھر سے قائم کیا گیا اور انہیں بیدار کیا گیا۔ اور ان کے جلسے منعقد کئے گئے۔

۳۔ نوجوانوں کو قرآن مجید کا ترجمہ سکھانے کے لئے کلاسز جاری کی گئیں۔

۴۔ قرآن مجید۔ حدیث شریف اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس جاری کیا گیا۔

۵۔ نماز کا اردو اور کشمیری زبان میں ترجمہ یاد کرایا گیا۔

۶۔ نماز باجماعت کی اہمیت واضح کی گئی اور ہر ورسٹ کو نماز باجماعت پڑھنے کے لئے نہ صرف تحریک کی گئی بلکہ نمازوں کی حاضری لی گئی۔ اور نہ آنے والے احباب سے بازپرس کی گئی۔

۷۔ نماز تہجد اور ذکر الٰہی کی طرف بھی احباب کو متوجہ کیا گیا۔

۸۔ مستورات کو نمازوں میں بالعموم اور نماز جمعہ میں بالخصوص شرکت کی طرف توجہ دلائی گئی۔

چنانچہ اراکین وفد کی کوششوں کے نتیجہ میں بیداری کی روح پیدا ہوئی اور مسجدیں نمازیوں سے بھرنے لگیں۔

موضع شورت میں مکرم مولوی بشیر احمد صاحب نے مستقل طور پر مستورات کے لئے مسجد میں پردے کا انتظام کر دیا۔ مستورات نے نمازوں میں اور درس میں نہایت ہی ذوق شوق سے حصہ لیا۔

علاوہ ازیں تہجد کی نماز کے وقت بیدار کرنے کے لئے چند گروپ بنائے گئے۔ جو رات کو چار بجے اٹھ کر درود شریف بلند آواز سے پڑھتے ہوئے سارے گاؤں میں سے گزرتے اور اس طرح تہجد کی نماز کے لئے احباب کو بیدار کرتے۔

شورت اور کنی پورہ میں یہ کام خدام نے مکرم شیخ حمید اللہ صاحب مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم اور خاکسار کی نگرانی میں نہایت ہی احسن طریقہ سے سرانجام دیا۔ اور اس کے لئے ہر دو جگہ کے قائدین محترم محمد عبد اللہ صاحب آہنگر قائد مجلس خدام الاحمدیہ شورت و محترم عبد الخالق صاحب بٹ قائد مجلس خدام الاحمدیہ کنی پورہ خصوصی شکریہ کے مستحق ہیں۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

۹۔ چھوٹے بچوں کی دینی تعلیم کا انتظام کیا گیا۔ اور فجر کی نماز کے بعد بچوں کو قاعدہ یسرنا القرآن اور قرآن مجید کی تعلیم دی جاتی رہی۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر جگہ کے بچوں نے کافی دلچسپی سے دینی تعلیم کو حاصل کیا۔

۱۰۔ خطبات جمعہ میں احباب جماعت کو اہم دینی مسائل کی طرف توجہ دلائی گئی۔ نیز مختلف اوقات میں تربیتی اجلاس قائم کئے گئے۔ خطبات میں خاکسار نے خصوصیت سے احباب جماعت کو مرکز سے وابستگی اور جلسہ سالانہ کے موقعہ پر مرکز میں جانے کی تلقین کی۔

کنی پورہ و شورت میں خدائی فضل کا ایک عجیب نشان

کنی پورہ اور شورت میں احباب جماعت مغرب کی نماز کے بعد عشاء کی نماز تک مسجد میں ہی قیام کرتے۔ اور عشاء کی نماز تک درس و تدریس و نماز کے ترجمہ کا سلسلہ جاری رہتا۔ وادی کے اس علاقہ میں ستمبر شروع میں دھان کی فصل پکنی شروع ہو جاتی ہے۔ اور اس موقعہ پر اسباب کا عظیم خطرہ ہوتا ہے کہ بارش اور ژالہ باری کی وجہ سے فصل تباہ نہ ہو جائے۔ عرصہ دو تین سال سے ساری وادی میں یہ حالات پیش آ رہے تھے کہ جب فصل پکنے پر آتی تو بارش۔ برف باری اور ژالہ باری سے اکثر فصلیں تباہ ہو جاتیں اور اس طرح دو تین سال سے کسان بہت نقصان اٹھا رہے تھے۔ ستمبر کا پہلا ہفتہ تھا۔ نماز مغرب کے بعد میں کنی پورہ میں درس دے رہا تھا۔ اور عجیب اتفاق یہ ہے کہ میں دوستوں کو قبولیت دعا کے سلسلہ میں بعض واقعات بتلا رہا تھا کہ اچانک آسمان ابر آلود ہوا اور نہایت ہی شدت سے بجلی چمکنے لگی اور زور دار رعد اور کڑک کی آوازیں کانوں میں آنے لگیں تیز بارش شروع ہو گئی۔ بارش کے ساتھ سخت آندھی اور طوفان تھا۔ اور خطرہ تھا کہ اس بارش کے ساتھ یقیناً ژالہ باری شروع ہو جائے گی اور فصلیں تباہ ہو جائیں گی۔ اسی اثناء میں عشاء کی نماز خاکسار نے پڑھانی شروع کی۔ اور فرض نماز کے آخری سجدے میں بڑی رقت سے دعائیں کی گئیں۔ ان دعاؤں کے وقت ہر نمازی کا دل پگھلا ہوا تھا۔ مسجد میں آہ و بکا کا شور بلند تھا۔ اور ہر فرد آستانہ الوہیت پر جھک کر چیخ و پکار کر رہا تھا ایک لمبی دعا کے بعد میں نے سجدہ سے سر اٹھایا اور مجھے یقین تھا کہ خدا ہماری اس آہ و زاری کو ضرور سنے گا۔ اور ہماری دعا کو قبول فرما دے گا۔

چنانچہ نماز کے بعد ہم گھروں کو روانہ ہوئے۔ آہستہ آہستہ بارش کم ہونی شروع ہوئی اور صبح تک مطلع صاف ہو گیا اور نکھری ہوئی دھوپ نکل آئی۔ میں صبح ۹ بجے کے قریب ایک کھیت میں گیا۔ ایک احمدی کسان سے ملاقات ہوئی۔ اس نے نہایت ہی شکر گذاری کے لہجے میں کہا۔ اللہ تعالیٰ نے رات کی دعا قبول کر لی۔ میں نے کہا ہمارا خدا قادر اور زندہ خدا ہے وہ یقیناً دعاؤں کو سنتا اور قبول فرماتا ہے۔

مجھے اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ عبارت یاد آئی جو حضور نے خدا تعالیٰ پر سچا و پختہ ایمان رکھنے کے بارہ میں تحریر فرمائی ہے۔ حضور فرماتے ہیں:-

"کیا بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو اسے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں کس دف سے بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔

اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوتے ہوئے ہو گے اور خدا تمہارے لئے جاگے گا تم دشمن سے غافل ہو گے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبہ کو توڑ دے گا۔ تم ابھی نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔ خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں"۔ (کشتی نوح؟ الایمان ص۲۵)

اگلے روز جب مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ موضع شورت کی مسجد احمدیہ میں بھی بالکل یہی واقعہ ہوا۔ جب یہ وہاں بھی جب دوستوں نے بادلوں کی گرج اور بجلی کی کڑک اور چمک دیکھی تو انہیں خیال ہوا کہ اس بارش کے ساتھ یقیناً ژالہ باری بھی ہو گی جو فصلوں کو تباہ کر دے گی تب نماز میں انہوں نے بھی خدا کے سامنے آہ و زاری کی اور ان کی یہ آہ و زاری سنی گئی۔ اور خدا تعالیٰ نے اس سارے علاقہ کو ژالہ باری سے محفوظ رکھا۔ امسال خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے وادی کشمیر کے احمدیوں کی شالی یعنی دھان کی فصلیں نہایت ہی اچھی ہوئی ہیں۔ احمدی احباب کو چاہیئے کہ وہ شکرانہ کے طور پر اپنا چندہ پورا ادا کر دیں تا اللہ تعالیٰ آئندہ بھی ان پر نظر کرم رکھے اور ان پر اپنی رحمت کی بارشیں نازل فرماتا رہے۔ آمین

تبلیغی کام

تبلیغی کام کو مندرجہ ذیل شقوں میں تقسیم کیا گیا:-

۱۔ احباب جماعت کو وقف ایام کی تحریک کی گئی۔

۲۔ داعیین کے تبلیغی وفود مضافات میں روانہ کئے گئے۔

۳۔ مختلف اسکولوں میں لیکچر دیئے گئے اور لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

۴۔ افسران حکومت سے ملاقاتیں کی گئیں اور انہیں لٹریچر دیا گیا۔

۵۔ مختلف جگہوں پر تبلیغی جلسے کئے گئے جس میں کثرت کے ساتھ غیر احمدی احباب بھی شریک ہوئے۔

مضافات میں تبلیغ

تبلیغی کام کے سلسلہ میں مضافات کا ایک سروے کیا گیا اور جائزہ لینے کے بعد احباب جماعت میں وقف ایام کی تحریک کی گئی۔ احباب جماعت نے نہایت جوش و خروش سے وقف ایام کی تحریک میں حصہ لیا۔ وقف ایام کرنے والے احباب کے تبلیغی وفود تیار کئے گئے اور انہیں مضافات میں تبلیغ کے لئے بھجوایا گیا۔ شورت۔ کنی پورہ۔ اور بارٹی پورہ سے قریباً ۴۵ (پینتالیس) وفود مختلف مواضعات میں گئے۔ اور ہزاروں احباب تک پیغام حق پہنچایا۔ ان وفود میں سے بعض کے ساتھ وفد کے اراکین بھی شامل ہوتے تھے۔ کیونکہ وفد کے اراکین عام طور پر گیارہ بجے دوپہر سے شام چھ بجے تک تبلیغی مہمات میں اپنا وقت گذارتے اور باقی اوقات میں تربیتی امور کی طرف توجہ دیتے۔ آسنور کی جماعت نے بھی تبلیغی مہمات میں محترم مولوی سمیع اللہ صاحب کا کافی ساتھ دیا۔ بالخصوص مکرم محمد سعید صاحب ڈار جنرل سیکرٹری جماعت ہائے احمدیہ کشمیر نے اپنے وقت کا معتدبہ حصہ تبلیغی مہمات میں صرف کیا۔ فجزاہم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

ان وفود کے جانے سے ضلع [illegible] آباد میں بہت شور پیدا ہوا۔ اور بعض جگہ لوگوں نے اپنے علماء کو [illegible] یا تو احمدی علماء کے ساتھ بحث [illegible] ورنہ ہم مجبور ہوں گے کہ احمدیت [illegible] کردہ امور پر غور کریں۔ لیکن اکثر [illegible] کرام نے راہ فرار ہی اختیار کی۔

زراری پورہ میں خدائی نشان

مورخہ ۲۴ ر [illegible] کو موضع شورت سے ایک تبلیغی وفد زراری پورہ گیا۔ جب وہ وفد تبلیغ کر کے واپس آیا تو کنی پورہ سے ایک اور تبلیغی وفد زراری پورہ کی طرف روانہ ہوا۔ اس وفد میں خاکسار اور مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم بھی شامل تھے۔ اس دوسرے وفد کے پہنچنے پر موضع شورت کا وفد بھی ہمارے ساتھ شامل ہو گیا۔ اور ہم سب مل کر دوبارہ موضع زراری پورہ پہنچے وہاں ایک [illegible] پر بیٹھ کر کافی دیر تک تبلیغ کی۔ وہاں سے فارغ ہو کر وفد زراری پورہ پہنچا۔ اس گاؤں میں کوئی احمدی دوست نہیں ہے۔ وہاں پر کسی برات کی آمد کا انتظام ہو رہا تھا جن کے ہاں برات کا انتظام تھا۔ انہوں نے کچھ بچوں کو ہمارے خلاف اکسایا اور وہاں کے متعدد بچوں نے ہمارے پیچھے تالیاں بجانی شروع کیں اور شور مچایا۔ ہر گاؤں کے پاس ایک نالہ ہے ہم نے اس کو عبور کیا۔ تاکہ قریب ہی موضع سرینڈیں جا کر تبلیغی کام سرانجام دیں۔ اس نالے تک بچوں نے ہمارا پیچھا کیا۔ نالہ عبور کر کے ہم نے فیصلہ کیا کہ یہاں بیٹھ کر دعا کریں۔ چنانچہ نہایت ہی رقت سے وہاں اسلام اور احمدیت کی اشاعت کے لئے دعا کی گئی۔ اور دشمنوں کے لئے اللّٰھم انا نجعلک فی نحورھم ونعوذ بک من شرورھم کی دعا کی گئی۔

اللہ تعالیٰ کا کرنا یہ ہوا کہ اسی رات ان بچوں میں سے جو ہمارا پیچھا کر رہے تھے ایک بچہ یقیناً [illegible] فوت ہو گیا اور تیسرے دن اس گاؤں کا ایک [illegible] نے سب بچوں کو ہمارے خلاف [illegible] تھا۔ ان فی ذالک لعبرۃ لاولی الابصار۔

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہو۔

اسکول و کالجز میں لیکچر

کشمیر میں تعلیم یافتہ طبقہ کا رجحان کمیونزم کی طرف بڑھ رہا ہے اور اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ انسان مذہب سے بیگانہ ہو چکا ہے۔ اس لئے یہ پروگرام بھی بنایا گیا کہ

مختلف اسکولوں اور کالجوں میں ضرورت مذہب، مذہب اور سائنس، اسلام اور کمیونزم پر لیکچر دیئے جائیں۔ چنانچہ متعدد اسکولوں اور کالجوں میں یہ لیکچر ہوئے۔ جیسے کولگام، مڑگام، میاں باجی پورہ، شوپیاں، بھوگام، اسلام آباد وغیرہ۔ کولگام ہائر سیکنڈری اسکول میں پہلے خاکسار کا ایک لیکچر ہوا۔ اس کے بعد مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب کا لیکچر ہوا۔ اور یہ دونوں لیکچر بفضلہ تعالیٰ نہایت ہی کامیاب رہے۔ خاکسار کے لیکچر کے بعد محترم پرنسپل صاحب نے خود ایک انتظام کے مطابق لٹریچر تقسیم کروایا۔ اور اس طرح جماعت احمدیہ کا پیغام ایک وسیع حلقہ تک پہنچانے کا موقع ملا۔

شوپیاں میں محترم مولوی محمد کریم الدین صاحب نے اسلام اور کمیونزم کے موضوع پر مؤثر لیکچر دیا جس کی تفصیل اخبار بدر میں آچکی ہے۔

مڑگام اور وہاں باجی پورہ کے اسکولوں میں مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب کا کامیاب لیکچر اسلام اور کمیونزم۔ مذہب اور سائنس پر ہوئے۔ بھوگام میں اسلام اور کمیونزم پر خاکسار کا لیکچر ہوا۔ اگرچہ بھوگام میں جماعت اسلامی اور کمیونزم کا زیادہ اثر ہے تاہم میرے لیکچر کو سن کر اساتذہ کرام نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ دوبارہ ان کے اسکول میں لیکچر ہو۔ لیکن خاکسار دیگر مصروفیات کی وجہ سے وقت نہ نکال سکا۔

محترم [illegible] محمد صاحب ناک ہیڈ ماسٹر سیکنڈری اسکول باڑی پورہ کی کوشش کے نتیجہ میں اسلام آباد کے ٹیچرز ٹریننگ کالج میں خاکسار کے لیکچر کا انتظام ہوا۔ یہ لیکچر اسد اللہ صاحب رشی پرنسپل بی۔ٹی کالج کی صدارت میں ہوا۔ لیکچر شروع ہونے سے قبل محترم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے خوش الحانی سے قرآن مجید کے ایک رکوع کی تلاوت کی اور اس کا اردو میں ترجمہ بیان کیا۔ ازاں بعد خاکسار نے "ضرورت مذہب اور مذہب ہی دنیا میں امن پیدا کرسکتا ہے" کے عنوان پر پون گھنٹہ تقریر کی۔ ان دنوں چونکہ سرینگر میں لسانی فسادات ہو چکے تھے اس لئے خاکسار نے مذہبی اختلافات پر بھی روشنی ڈالی۔ اور گیتا [illegible] اور قرآن مجید کی آیات سے لیکچر کو مزین کیا۔ لیکچر کے آخر میں محترم پرنسپل صاحب نے شکریہ ادا کیا اور ہمارے سب ساتھیوں کی چائے سے تواضع کی فجزاہم اللہ۔

اس کالج کے وائس پرنسپل ایک غیر مسلم دوست کاشی ناتھ صاحب ہیں انہوں نے لیکچر کے بعد مجھ سے کہا کہ اگر اس قسم کے لیکچر جگہ جگہ ہوتے رہیں تو یہ آئے دن کے فرقہ وارانہ فسادات ختم ہو سکتے ہیں۔ نیز فرمایا میں نے تو آج پہلی مرتبہ اس قسم کا لیکچر سنا ہے۔ اور سچ تو یہ ہے کہ ہماری تسلی نہیں ہوئی ہم چاہتے ہیں کہ آپ کا پھر اس کالج میں لیکچر ہو۔ چونکہ اس کالج میں ٹریننگ حاصل کرنے والے اکثر اساتذہ کرام ہیں اس لئے انہوں نے نہایت خوشی سے ہمارے لٹریچر کو حاصل کیا۔ اور اس کا مطالعہ کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان تقاریر کے بہتر نتائج برآمد فرما دے۔ آمین ثم آمین۔

افسران حکومت سے ملاقاتیں

اگرچہ سرینگر میں ان دنوں لسانی فسادات کا سلسلہ جاری تھا تاہم وقت نکال کر اسلام آباد اور سرینگر کے متعدد افسران سے بھی ملاقاتیں کیں اسی طرح شہر کے معززین کرام سے مل کر انہیں جماعت کا لٹریچر دیا۔ چنانچہ مکرم عبدالخالق صاحب ڈپٹی کمشنر اسلام آباد۔ اشوک مہتہ صاحب اسسٹنٹ ڈپٹی کمشنر۔ علی محمد صاحب ناٹک ایم۔ایل۔اے۔ مسٹر رحمان صاحب اے۔ایس۔آئی۔ محمد افضل صاحب پیرزادہ ڈی۔ایس۔پی اسلام آباد۔ بشیر احمد صاحب نائب تحصیلدار۔ تحصیلدار صاحب کولگام۔ ایس۔ایچ۔او کولگام۔ محترم ثناء اللہ خان صاحب ایس۔ایچ۔او شوپیاں۔ سید حسین صاحب ہیڈ کلرک سے ملاقاتیں کیں اور مناسب لٹریچر دیا۔

سرینگر میں میر محمد قاسم صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب سرینگر۔ سیکرٹری صاحب وزارت داخلہ سے ملاقاتیں کیں اور لٹریچر دیا۔ سیکرٹری صاحب وزارت داخلہ سے مسجد احمدیہ کشمیر کی تعمیر کے سلسلہ میں بھی بات چیت ہوئی۔

تبلیغی جلسے

ایک پروگرام کے مطابق جماعت ہائے احمدیہ کی طرف سے مختلف مقامات پر تبلیغی جلسوں کا انعقاد کیا گیا۔ چنانچہ مندرجہ ذیل مقامات کے جلسوں کی رپورٹیں اخبار بدر میں شائع ہو چکی ہیں۔

کنی پورہ، شورت، آسنور، ہاری پاری گام، باڑی پورہ، رشی نگر، ینگ ایمرچ اور شوپیاں۔ قصبہ کولگام میں ہمارا ارادہ جلسہ کرنے کا تھا لیکن ان ایام میں پورے ضلع اسلام آباد میں دفعہ ۱۴۴ نافذ تھی اور کولگام کے مسلمانوں نے افسران کو یہ غلط رپورٹیں بھیجیں کہ احمدیوں کے جلسے سے فتنہ وفساد کا خطرہ ہے اس لئے افسران ضلع نے ہمیں کسی دوسری جگہ جلسہ کرنے کی ہدایت فرمائی۔ چنانچہ شوپیاں میں ہمارا نہایت ہی کامیاب جلسہ ہوا۔ حالانکہ شوپیاں کا قصبہ جماعت کی مخالفت کے لحاظ سے بہت ہی مشہور ہے اور وہاں جماعت کے افراد بھی بہت کم ہیں۔ اس جلسہ کی تفصیلی رپورٹ احباب اخبار بدر میں پڑھ چکے ہیں۔ شوپیاں میں ہمارا یہ جلسہ توقعات کے بالکل برعکس ہوا۔ اور جلسے کے دوران میں خود محترم شاہنواز خان صاحب ایس۔ڈی۔او شوپیاں سے ملا تو انہوں نے فرمایا۔ کہ ہمیں لوگوں کی تقاریر سن کر بہت خوشی ہوئی۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ مسلمان کیوں آپ کے جلسوں کا بائیکاٹ کرتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ احمدیوں کے جلسوں سے فتنہ وفساد کا خطرہ ہے۔

شوپیاں کے جلسہ کے بعد جماعت اسلامی نے اپنی مذموم عادت کے مطابق "تحفظات شوپیاں و کولگام میں مرزائی مبلغین کی سرگرمیاں" کے عنوان سے ایک آرٹیکل اذان اخبار میں شائع کیا۔ اور مبلغین جماعت احمدیہ پر غلط الزام لگایا کہ گویا ان کی وجہ سے ملکی امن و امان میں رخنہ اندازی کا اندیشہ ہے۔ کیونکہ ہر وہ شخص جس نے ہماری تقاریر کو ہمارے جلسوں یا اسکولوں میں سنا ہے۔ وہ بخود اس بات کا شاہد ہے کہ اذان اخبار کی یہ بے وقعت اذان دہ پکار سراسر غلط ہے۔

جماعت احمدیہ ایک الٰہی تحریک ہے۔ جو ان فتنہ وفساد کو دور کرنے کے لئے قائم ہوئی ہے جو دنیا کے امن کو تباہ کر رہے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت اپنے اس مقصد میں کافی حد تک کامیاب ہو رہی ہے۔ اس لئے جھوٹا ہے وہ شخص جو یہ کہتا ہے کہ جماعت احمدیہ کی مساعی کی وجہ سے ملک کے امن و امان میں رخنہ اندازی کا اندیشہ ہے۔

صوبائی جلسہ یہ بھی طے کیا گیا کہ وادی کشمیر کے تبلیغی و تربیتی دورہ کے اختتام پر ایک صوبائی جلسے کا انعقاد کیا جائے۔ جس میں جملہ جماعتوں کے احباب شریک ہوں۔ چنانچہ مورخہ یکم ۲ر اکتوبر ۶۷ء کو یہ جلسہ موضع شورت کی عیدگاہ کے وسیع میدان میں پوری شان کے ساتھ منایا گیا۔ اس کی تفصیلی رپورٹ انشاء اللہ آئندہ اشاعت میں درج کی جائے گی۔

نو مبائعین اس دو ماہ کے عرصہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بتیس ۳۲ افراد بیعت کر کے سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ ان میں بعض وہ دوست بھی ہیں جو پہلے لاہوری جماعت سے تعلق رکھتے تھے۔ قارئین کرام سے ان کی استقامت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

بالآخر جملہ احباب سے یہ بھی مؤدبانہ درخواست ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں میں برکت عطا فرما دے۔ اور وادی کشمیر احمدیہ جماعت کو دن دونی اور رات چوگنی ترقی عطا فرمائے۔ آمین یارب العالمین۔

خاکسار

(الحاج) بشیر احمد مبلغ سلسلہ احمدیہ دہلی

امیر وفد

ولادتیں

۱۔ خدا تعالیٰ نے مکرم محمد عبدالغنی صاحب [illegible] کو پہلا فرزند عطا فرمایا ہے اس خوشی میں انہوں نے پچاس روپے درویش فنڈ اور دس روپے اعانت بدر کے لئے بھجوائے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک صالح خادم دین بنائے۔ آمین

۲۔ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو تیسری بچی مورخہ ۷ر اکتوبر ۱۹۶۷ء صبح گیارہ بجے عطا فرمائی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ نے ازراہ شفقت عزیزہ کا نام نور النساء تجویز فرمایا اور دعا فرمائی ہے۔ احباب کرام بھی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نومولودہ مسعودہ کو صحت والی زندگی دے۔ نیک صالح اور خادمہ دین بنائے اور ہمارے لئے قرۃ العین ہو۔

خاکسار مسعود احمد

واقف زندگی درویش قادیان

ششماہی اوّل کا اختتام اور احبابِ جماعت ہندوستان کا فرض

جیساکہ ہر احمدی پر یہ بات اچھی طرح واضح ہے کہ جماعت احمدیہ تبلیغی تعلیمی، تربیتی اور خدمتِ خلق کے کاموں پر کس قدر اموال خرچ کر رہی ہے۔ اور یہ سارے کام احبابِ جماعت کے تعاون اور ان کے چندوں سے سرانجام پا رہے ہیں۔ اگر خدانخواستہ چندوں کی وصولی پورے طور پر نہ ہو تو اس کا لازمی نتیجہ سلسلہ کے اہم اور ضروری امور کی تکمیل میں تاخیر یا رکاوٹ ہوگا۔

نظارت بیت المال کی طرف سے ہر ماہ لازمی چندہ جات اور دوسری طوعی تحریکات کے وعدوں کی سو فی صدی وصولی کے لئے احبابِ جماعت و عہدیداران کو اخبار بدر ماہنامہ ہفتہ وار رسائل کے ذریعہ اور مرکزی نمائندوں کے ذریعہ سے توجہ دلائی جاتی رہی ہے اور لازمی چندوں کے بجٹ۔ وصولی اور بقایا کے اطلاعی کارڈ بھی تقسیم کئے جاتے ہیں۔ سال رواں کی مالی ششماہی اول گذر چکی ہے۔ لیکن بجٹ کے لحاظ سے متعدد جماعتوں کی طرف سے لازمی چندہ جات کی آمد کم ہوتی ہے اور بعض جماعتیں ایسی بھی ہیں کہ جن کی وصولی اب تک برائے نام ہے مالی تحریکات کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

”خدا کی رضا کو تم پا ہی نہیں سکتے جبتک تم اپنی رضا کو چھوڑ کر اپنی عزت کو چھوڑ کر ...... اپنے مال کو چھوڑ کر اپنی جان کو چھوڑ کر اس کی راہ میں وہ تلخی نہ اٹھاؤ جو موت کا نظارہ تمہارے سامنے پیش کرتی ہے لیکن اگر تم تلخی اٹھالو گے تو ایک پیارے بچے کی طرح خدا کی گود میں آ جاؤ گے۔ اور تم ان راستبازوں کے وارث کئے جاؤ گے جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں اور ہر ایک نعمت کے دروازے تم پر کھولے جائیں گے“

نیز فرمایا کہ

”یہ دین کے لئے اور دین کی اغراض کے لئے خدمتِ دین کا موقعہ ہے اس وقت کو غنیمت سمجھو یہ پھر کبھی ہاتھ نہیں آئے گا“

اسی طرح حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

”اپنے چندوں کو بڑھاؤ اور خدا کی رحمت کو کھینچو۔ جتنا چندہ تم دو گے اس سے ہزاروں گنا تمہیں ملے گا۔ اور دنیا کی ساری دولت کھینچ کر تمہارے قدموں میں ڈال دی جائے گی جس کے متعلق میرا خیال ہو گا کہ سلسلہ احمدیہ کے لئے خرچ کرو تاکہ دنیا کے چپہ چپہ پر مبلغ بھیجے جائیں اور ساری دنیا میں اسلام پھیل جائے۔ اور دنیا کی ساری حکومتیں اسلام میں داخل ہو جائیں آپ کو یہ بات بڑی معلوم ہوتی ہوگی مگر خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑی نہیں“

پس مندرجہ بالا ارشادات کی روشنی میں جملہ عہدیداران جماعت کو چاہیئے کہ وہ اپنے حلقہ میں نہ صرف سو فی صدی وصولی لازمی چندہ جات اور بقایا جات کے لئے مؤثر کارروائی کریں اور ششماہی اول کی وصولی کی کمی کو پورا کریں بلکہ طوعی تحریکات کی بھی زیادہ سے زیادہ وصولی کر کے مرکز میں بھجوا کر فرض شناسی کا ثبوت دیں اور خدا کے خاص فضلوں اور انعامات کے وارث بنیں۔

جلسہ سالانہ بھی اب صرف چند دن باقی ہیں احبابِ جماعت کو چاہیئے کہ اس چندہ کی سو فی صدی ادائیگی کی طرف بھی فوری توجہ فرمادیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

درخواست ہائے دعا۔ مکرم محمد سلیمان صاحب پراونشل امیر بہار کی لڑکی راشدہ پروین نے بی۔ اے پارٹ فرسٹ کا امتحان سیکنڈ ڈویژن میں پاس کیا ہے۔ مکرم محمد سلیمان صاحب نے اس خوشی میں ۵/ روپے شکرانہ فنڈ میں بھجوا کر احباب سے دعا کی درخواست کی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کامیابی کو ان کی بچی کے لئے مبارک کرے آمین۔ صاحب صدر انجمن احمدیہ قادیان

(۱) حقیقی درویش

حضرت مولانا مولوی الحاج حکیم نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ شاہی حکیم جموں و کشمیر کے نسخہ جات پر مبنی پروگرام

(۲) حصولِ برکت کیلئے آپ کی درویشانہ صفت کے مطابق دواخانہ درویش کا نام
(۳) خالص دیسی جڑی بوٹیوں قیمتی خالص اور اعلیٰ اجزاء کے مرکبات۔
(۴) کم از کم اور واجب قیمتیں۔
(۵) سادگی سے کاروبار۔

یہ ہے دواخانہ درویش رجسٹرڈ قادیان کا پروگرام

چنانچہ پہلے چار تحفے سرمہ درویش۔ درویش کاجل (آپ کا نسخہ کلاں) درویش امرت اور درویش سیمنٹ حاضر ہیں

آئندہ کی جھلک (۱) نرینہ اولاد کیلئے دوا (۲) اٹھرا کی بیماری کیلئے دوا (۳) درویش چورن (۴) درویش ویزلین (۵) درویش منجن وغیرہ۔

جلسہ سالانہ پر آنیوالے احباب ہاتھوں ہاتھ چاروں تحفے منگوالیں احباب کو خرچ ڈاک بچ جائیگا۔ ۲/ روپے کی بچت کا فائدہ ہوگا۔ نوٹ۔ ایک تحفہ یا چاروں تحفے اکٹھے منگوانے پر خرچ ڈاک دس/۲ روپے تک ہے

وعدہ جات فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ

تمام احبابِ جماعت جنہوں نے فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ کی بابرکت تحریک میں وعدہ جات کئے ہیں ان کو ادائیگی رقم اور بقایا کی اطلاع اسم وار علیحدہ علیحدہ بھجوائی جا چکی ہے۔

فضل عمر فاؤنڈیشن کا دوسرا مالی سال گذر رہا ہے اس لئے ضروری ہے کہ ہر وعدہ کرنے والے دوست کی طرف سے کم از کم اس کے وعدہ کا ⅔ حصہ ادا ہو جانے امید ہے کہ جملہ بقایا دار احباب اس کی طرف فوری توجہ فرمادیں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق بخشے۔ آمین۔

ناظر بیت المال قادیان

۲۔ خاکسار نے اس مرتبہ پری یونیورسٹی کا سپلیمنٹری کا امتحان دیا ہے احباب کرام سے نمایاں کامیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خاکسار محمد ظفر اللہ خاں احمدی از مجدرک

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
آؤ لوگو کہ یہیں نورِ خدا پاؤ گے
لو تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے
یأتیک من کل فج عمیق ۔ و یأتون من کل فج عمیق
ترجمہ: تجھے دُور دراز علاقوں سے امداد ملیگی اور تیرے پاس لوگ بکثرت آئیں گے
قادیان دارالامان میں جماعت احمدیہ کا چھہتر واں ۷۶
جلسہ سالانہ
بتاریخ: ۲۴، ۲۵، ۲۶ نومبر ۱۹۶۷ء ۔ بروز جمعہ ۔ ہفتہ ۔ اتوار
تحقیقِ حق، اور تعلیمِ اسلام و صداقتِ احمدیت معلوم کرنیکا
بہترین و نادر موقعہ
پیشوایانِ مذاہب کی تعظیم اور امن و اتحاد کے قیام کے متعلق تقاریر
مقامِ اجتماع
محلہ احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور!
حضرت امام جماعت احمدیہ کے روح پرور پیغام کے علاوہ ذیل کے روحانی اور علمی موضوعات پر جماعت احمدیہ کے واعظان خطاب فرمائیں گے
۱۔ دیگر مذاہب کے مقابل پر اسلام میں ہستی باری تعالیٰ کا تصور
۲۔ خدا تعالیٰ اپنی ہستی کا ثبوت خود قدرت نمائی سے دیتا ہے
۳۔ آسمانی آقا کے لئے اُسکے محبوب ترین بندہ کی فدائیت
۴۔ بعثت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غرض
۵۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اخلاقِ فاضلہ
۶۔ ذکرِ حبیب علیہ السلام
۷۔ اسلام دُنیا میں امن کا ضامن ہے
۸۔ انسانِ کامل کا دستور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
۹۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج
۱۰۔ فلسطین میں اسرائیل کا قیام اور اس بارہ میں قرآنی پیشگوئی
۱۱۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا غیر مذاہب والوں کو دعوتِ مقابلہ
۱۲۔ خلافتِ ثالثہ کی برکات
۱۳۔ اس زمانہ کے لئے انذاری پیشگوئیاں
۱۴۔ سکھ مذہب اور اسلام
۱۵۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کا سفرِ یورپ
۱۶۔ اسلامی تعلیم اس زمانہ میں بھی نہ صرف قابلِ عمل بلکہ نہایت ضروری ہے
۱۷۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کی جاری فرمودہ تحریکات
۱۸۔ جماعت احمدیہ کی بین الاقوامی حیثیت اور شاندار مستقبل
۱۹۔ اسلام کی اخلاقی تعلیم
نوٹ: (۱) پاکستان سے بیشتر سو سے زائد زائرین کے تشریف لانے کی توقع ہے (۲) جلسہ کے دوران میں کسی کو سوال کرنے کی اجازت نہیں (۳) ہمارا جلسہ سالانہ خالص روحانی اور مذہبی جلسہ ہے اس تقریب کا سیاسیات سے کوئی تعلق نہیں (۴) مہمانوں کے قیام و طعام کا انتظام صدر انجمن احمدیہ کی طرف سے ہوگا البتہ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لائیں (۵) مردانہ جلسہ گاہ کا پروگرام زنانہ جلسہ گاہ میں سنا جائیگا البتہ درمیانی دن عورتوں کا الگ پروگرام ہوگا۔
شائع کردہ: مرزا وسیم احمد ناظر دعوت و تبلیغ صدر انجمن احمدیہ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب